اسمبلی رپورٹ (مباحثات)

بارہویں اسمبلی / اکیسواں اجلاس (ساتویں نشست)

بلوچستان صوبائی اسمبلی

اجلاس منعقدہ بروز سوموار مورخہ 12/اکتوبر 2026ء بمطابق ۲۹ ربیع الثانی ۱۴۴۸ھ۔

نمبر شمار	مندرجات	صفحہ نمبر
1	تلاوت قرآن پاک اور ترجمہ۔	03
2	دُعائے مغفرت۔	04
3	وقفہ سوالات۔	21
4	توجہ دلاؤ نوٹس۔	32
5	رخصت کی درخواستیں۔	35
6	قائمہ کمیٹی کی رپورٹ کا پیش و منظور کیا جانا۔	35
7	قرارداد نمبر 92۔	38
8	آڈٹ رپورٹس کا پیش کیا جانا۔	40

ایوان کے عہدیدار

اسپیکر۔۔۔۔کیپٹن (ر) جناب عبدالخالق خان اچکزئی

ڈپٹی اسپیکر۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔میڈم غزالہ گولہ بیگم

ایوان کے افسران

سیکرٹری اسمبلی۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔جناب طاہر شاہ کاکڑ

اسپیشل سیکرٹری (قانون سازی)۔۔۔۔جناب عبدالرحمٰن

چیف رپورٹر۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔جناب خالد احمد قمبرانی

☆☆☆

بلوچستان صوبائی اسمبلی کا اجلاس

بروز سوموار مورخہ 12/اکتوبر 2026ء بمطابق 29 ربیع الثانی 1448ھ۔

بوقت شام 4:5 منٹ پر زیر صدارت کیپٹن (ر) عبدالخالق خان اچکزئی اسپیکر،

بلوچستان صوبائی اسمبلی ہال کوئٹہ میں منعقد ہوا۔

جناب اسپیکر: کارروائی کا آغاز باقاعدہ تلاوت قرآن پاک سے کیا جاتا ہے۔

تلاوت قرآن پاک وترجمہ **از** حافظ محمد شعیب آخوندزادہ

بِسۡمِ اللّٰہِ الرَّحۡمٰنِ الرَّحِیۡمِ ط

یٰۤاَیُّهَا الَّذِیۡنَ اٰمَنُوا اذۡکُرُوا اللّٰهَ ذِکۡرًا کَثِیۡرًا ۙ﴿۴۱﴾ وَّسَبِّحُوۡهُ بُکۡرَةً وَّاَصِیۡلًا ﴿۴۲﴾ هُوَ الَّذِیۡ
یُصَلِّیۡ عَلَیۡکُمۡ وَمَلٰٓئِکَتُهٗ لِیُخۡرِجَکُمۡ مِّنَ الظُّلُمٰتِ اِلَی النُّوۡرِ ط وَکَانَ بِالۡمُؤۡمِنِیۡنَ
رَحِیۡمًا ﴿۴۳﴾ تَحِیَّتُهُمۡ یَوۡمَ یَلۡقَوۡنَهٗ سَلٰمٌ ۚۖ وَاَعَدَّ لَهُمۡ اَجۡرًا کَرِیۡمًا ﴿۴۴﴾

﴿پارہ نمبر ۲۲ سُوۡرَۃُ الاحزاب آیات نمبر ۴۱ تا ۴۴﴾

ترجمہ: اے ایمان والو! یاد کرو اللہ کی بہت سی یاد۔ اور پاکی بولتے رہو اُس کی صبح اور شام۔ وہی ہے جو رحمت بھیجتا ہے تم پر اور اُس کے فرشتے تاکہ نکالے تم کو اندھیروں سے اُجالے میں اور ہے ایمان والوں پر مہربان۔ دعا ان کی جس دن اُس سے ملیں گے سلام ہے اور تیار رکھا ہے ان کے واسطے ثواب عزت کا۔

صدق اللہ العظیم۔

☆☆☆

جناب اسپیکر: مَیں ذرا start لے لوں آگے آپ تینوں کو موقع دیتا ہوں۔ جی ہاں سر! ایک منٹ hold کریں ذرا۔ اَعُوْذُبِاللّٰہِ مِنَ الشَّیْطٰنِ الرَّجِیْم ۔بِسْمِ اللّٰہِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْم ۔ رَبِّ اَنِّیْ مَغْلُوْب'' فَانْتَصِرْ. صَدَقَ اللّٰہُ الْعَلِی الْعَظِیْم ۔ اَلسَّلَامُ عَلَیْکُمْ وَ رَحْمَۃُ اللّٰہِ وَ بَرَکَاتُہ۔اِس سے پیشتر کہ مَیں اسمبلی کی نشست کی کارروائی کا آغاز کروں جیسے کہ آپ تمام معزز اراکین اسمبلی کے علم میں ہے کہ آج معزز اراکین کی سہولت کی خاطر کمرہ نمبر۔ 5، اسمبلی بلڈنگ میں Members Facilitation Center کا افتتاح کر دیا گیا ہے جس میں معزز اراکین اسمبلی کو ذیل سہولیات فراہم کی جائیں گی۔

(اس موقع پر معزز اراکین اسمبلی نے ڈیسک بجائے)

قرارداد، توجہ دلاؤ نوٹس، تحریک التوا، تحریک استحقاق، سوالات، پرائیویٹ ممبرز، مسودات قانون کی تیاری، فوٹو کاپیز، پرنٹر، اسکینر، انٹرنیٹ، ٹیلی فون، دستاویزات کی تیاری، TA/DA، میڈیکل بلز، سالانہ گوشوارے کسی بھی موضوع پر پارلیمانی ریسرچ پیپرز کی تیاری شامل ہے۔ اُمید ہے کہ اِس مرکز کی فعالیت سے معزز اراکین اسمبلی اپنی پارلیمانی ذمہ داریوں کی تیاری ایوان میں موثر شرکت عوامی مسائل کی نشاندہی اور اُن کے حل کے لیے اپنا بھر پور کردار ادا کریں گے۔ جی سردار عبدالرحمٰن کھیتران صاحب۔

سردار عبدالرحمٰن کھیتران: شکریہ جناب اسپیکر صاحب! مَیں دُعا کروانا چاہ رہا ہوں آج جو ہمارے افسر شہید ہوئے مشتاق، طیارہ نواں کلی میں گرا ہے۔ ایک میجر صاحب ہیں ایک کپتان صاحب ہیں اُن کے لیے مغفرت کی دُعا فرمائیں۔

جناب اسپیکر: علی مدد جتک صاحب! یہی اِسی کے لیے۔ آغا صاحب! آپ کی فاتحہ تو نہیں تھی؟ فاتحہ نہیں ہے۔ مولوی صاحب! فاتحہ فرمائیں۔

(دُعائے مغفرت کی گئی)

جناب اسپیکر: سر! ایک منٹ مَیں Leader of the opposition آپ کر لیں آپ اُن سے decide کر لیں جو بھی ہو۔ جی آغا صاحب۔

پرنس احمد عمر احمد زئی (پارلیمانی سیکرٹری برائے محکمہ بہبود آبادی): thank you اسپیکر صاحب! سی ایم صاحب بھی آئے ہیں جی ساری پارلیمنٹ یہاں ہے ایک اہم مسئلہ پر مَیں بولنا چاہتا ہوں کہ جو قلات میں ایک واقعہ ہوا ہے جس میں ایک بچی لائبہ ستار جو اُٹھائی گئی ہے 28 مئی کو اِس پر FIR بھی کٹی ہے اور اُس کے بعد اِس نے رشتہ میرے خیال میں بھجوایا تھا رشتہ اُنہوں نے نہیں دیا تو بندوق کے زور پر اِس بچی کو اُٹھایا گیا ہے۔ اِس سے پہلے بھی ایک دفعہ اِس طرح کا واقعہ ہوا۔ 28 مئی کو یہ ہوا ہے اور اُس کے بعد FIR کٹی ہے جس نے یہ حرکت کی ہے اسلام نیچاری اسلام نام ہے۔ اور plus

فرسٹ مئی کو اُس کے والد صاحب کو بھی بیدردی سے قتل کیا گیا ہے۔ تو مَیں آپ کے سامنے اور سی ایم صاحب کے سامنے یہ لانا چاہتا ہوں اِس پر فوری ایکشن لیا جائے آئی جی پولیس کے ساتھ۔ یا اِس پر کوئی کمیٹی بنائی جائے تو kindly اِس پر یا تو کمیٹی بنوالیں اُس میں اپوزیشن لیڈر کو بھی ڈالیں کیونکہ علاقہ ہم سب کا ساتھ ہے تو I will be grateful جی اگر پلیز کمیٹی کا کہہ دیں۔ سی ایم صاحب! آپ کو بھی مَیں ذرا اِس آگاہ کر رہا ہوں۔

جناب اسپیکر: سی ایم صاحب! آپ کچھ بولیں گے۔ done؟ is it ok ہو گیا اِنشاءاللہ اِس پر کمیٹی بھی بناتے ہیں اور اِس کے whereabouts لیتے ہیں اِس کی FIR تو register ہو چکی ہے FIR چاک ہو چکی ہے آغا صاحب؟

پارلیمانی سیکرٹری برائے محکمہ بہبود آبادی: جی ہاں FIR درج ہو چکی ہے اگر اس کمیٹی میں مولانا ہدایت الرحمٰن بلوچ کا نام ڈالیں تو بہتر رہیگا۔

جناب اسپیکر: ٹھیک ہے thank you آغا صاحب۔ جی قائد حزب اختلاف صاحب۔

میر یونس عزیز زہری (قائد حزب اختلاف): جناب اسپیکر! مَیں ایک اہم مسئلہ پر بات کرنا چاہتا ہوں۔ جناب اسپیکر! کل 11 تاریخ کو جمہوریت پر ایک اور وار کیا گیا۔ میرے پی ٹی آئی سے ہزار اختلافات۔ لیکن جس طریقے سے خیبر پشتونخوا کی گورنمنٹ کو ختم کر کے وہاں جمہوری نظام کو لپیٹ کر اور وہاں گورنر راج اور ایمرجنسی لگا کر اِس ملک پر ایک اور وار کر دیا کیونکہ ہم کہتے ہیں کہ ووٹ کو عزت دو تو وہاں ہمارے ووٹ کی عزت کہاں چلی گئی۔ جناب اسپیکر! اِس جمہوری ملک میں کئی لوگ آئے کئی لوگوں نے اِس جمہوریت پر وار کر دیا اور اُس پر بہت سارے اُن کا نام ابھی لینا شاید اتنا ٹائم نہیں ہے لیکن مجھے افسوس یہ ہے کہ ایک جمہوری صوبہ جس میں آپ خود کہہ رہے ہیں کہ جی ووٹ کو عزت دو۔ اور جمہوری طریقے سے جو منتخب ہو کر KPK کی گورنمنٹ آئی تھی میرے ہزار اختلافات ہیں اُن سے لیکن یہ ہے کہ جناب اسپیکر! جو طریقہ کار واضح کیا گیا ہے اگر یہ کہہ دیں کہ جی KPK میں حالات خراب ہیں تو پورے ملک میں حالات خراب ہیں اِس کا مطلب یہ نہیں کہ کسی جمہوری طریقے سے اگر آپ اِس پر بات کر لیتے آپ اُن کو بلا لیتے ہمارے قائد نے جناب اسپیکر! اِس پر اپنا رول ادا کرنے کی کوشش کی اور وہ علیل ہونے کی پوزیشن میں بھی فجر کی نماز پڑھ کر وزیراعظم ہاؤس چلیں گئے وزیراعظم سے اُنہوں نے بات کی اور اُنہوں نے بہت ساری چیزوں سے اُن سے اتفاق کیا گیا کہ جی بالکل آپ ٹھیک کہہ رہے ہو۔ اور اُنہوں نے اپنا رول ادا کرنے کی کوشش کی۔ اُن کا مقصد صرف یہ تھا کہ ایک جمہوری طریقہ ہے جمہوری طریقے سے اگر اِن چیزوں کو ہم حل کر دیں اگر ہم جمہوری لوگ اِس طرح کی چیزیں کریں گے تو کل کو یہ جمہوریت بدنام ہو گی۔ مَیں تو حیران ہوں جناب اسپیکر! ہم خود اپنے گلے کو کاٹ رہے ہیں ہماری جماعتیں ہمارے لیے قابل احترام ہیں پیپلز پارٹی

ہمارے لیے پیپلز پارٹی کی قربانیاں پیپلز پارٹی نے جتنے اُن کے لوگ شہید ہو گئے ہیں اِسی جمہوریت کے لیے شہید ہو گئے ہیں۔اور آج مجھے پتہ نہیں کہ پھر کس طرح اُسی جمہوریت پر شب خون مارا گیا اور پھر اُسی طرح ایک کل کو اللہ ناں کرے کسی اور صوبے میں ہو جائے یا وفاق میں ہو جائے یا کہیں اور ہو جائے تو اِس طرح کی چیزوں سے ہم کیوں جمہوریت کو derail کر رہے ہیں۔ جناب اسپیکر! مَیں اِس کی مذمت کرتا ہوں اور مَیں یہی درخواست کروں گا کہ جناب اسپیکر! جتنی جلدی ہو KPK کی گورنمنٹ کو بحال کر دیں اور وہ اپنے جمہوری طریقے سے آ جائیں اور جمہوری طریقے سے وہ اپنی جدوجہد بھی کریں اور جمہوری طریقے سے آپ اُس گورنمنٹ کو چھوڑ دیں کہ وہ اپنا وہ کر لے، کیا گارنٹی ہے؟ جناب اسپیکر! یہ جو گورنر راج لگا دیا ہے اور گورنر کو اختیارات دے دیئے ہیں۔ یا ایمرجنسی لگائی گئی ہے اِس سے کیا گارنٹی ہے کہ کل KPK کے حالات ٹھیک ہو جائیں گے۔کوئی اُٹھ کر مجھے یہ کہیں کہ جی کل ہمارے اِس عمل سے KPK میں امن آ جائے گا تو مَیں کہتا ہوں پھر تو ٹھیک ہے اِنہوں نے وہ کر دیا ہے لیکن جناب اسپیکر! اِس کی مَیں مذمت کرتا ہوں اپنی طرف سے اپنی جماعت کی طرف سے اپوزیشن کی طرف سے کہ اِس طرح کی چیزیں نہیں ہونی چاہئیں اور ایک جمہوری گورنمنٹ کا گلا گھٹ کر وہ یہ کہے کہ جی ہم نے کوئی اچھا کام کیا ہے میرے خیال میں یہ ہماری جمہوریت کے لیے اچھا شگون نہیں ہے۔ اِس طرح کی چیزوں سے ہم دوسرے سے تو گلہ کرتے ہیں کہ جی فلاں dictator نے جمہوریت پر شب وخون مارا ہے فلاں dictator نے مارا ہے۔لیکن اَب ہم خود اِن چیزوں کو کر رہے ہیں تو پھر ہم گلہ کس سے کریں۔ یہ ہمارے لیے بہت ایک کل کا دن جمہوری تاریخ میں لکھا جائے گا کہ 11 اکتوبر کو ایک چیز ایسی اِس طرح کی آئی تھی کیونکہ 12 اکتوبر کو جو مشرف کی حکومت آئی تھی وہ 12 کو تھی یہ 11 کو یہ دونوں نزدیک میرے خیال میں اِسی طرح کی date ہیں۔ تو جناب اسپیکر! میری گزارش یہ ہے کہ جتنی جلدی ہو KP کی گورنمنٹ کو بحال کر کے اُس میں اُن کو بٹھایا جائے۔جیسے مولانا صاحب نے اپنی خدمات پیش کیں۔اور وہ گئے اور اُنہوں نے کہا کہ جی جمہوری طریقے سے ہم اِن مسئلوں کو حل نکالتے ہیں وہ رات کو سوئے بھی نہیں۔صبح وقتی چلے گئے اُن سے بات کی اِن سے بات کی لیکن افسوس کہ اُن کی باتوں کو بھی اہمیت نہیں دی گئی اور جمہوری نظام کو لپیٹنا یہ میرے خیال میں ہمارے ملک کے لیے نیک شگون نہیں ہے اِس سے اور انارکی پھیلے گی اِس سے میرے خیال میں اچھے ہم تاثرات ملک کو نہیں دے سکتے کیونکہ ملک ہمارا جس نازک دور سے گزر رہا ہے اِس میں اِس طرح کی چیزیں ہمیں اور پیچھے لے جائیں گی مجھے یقین ہے کہ میری اِن باتوں پر تمام دوست میرے ساتھ اتفاق کریں گے اور کوشش یہ ہو گی جتنی جلدی ہو ہم اِن کو بحال کر کے دوبارہ اِن کی اسمبلی کو اُن کا کام کرنے دیں گے۔

جناب اسپیکر: thank you,thank you جی ڈاکٹر مالک صاحب۔

ڈاکٹر عبدالمالک بلوچ: شکریہ جی اسپیکر صاحب! سب سے پہلے تو میں on behalf of نیشنل پارٹی میں اِس

کی مکمل طور پر یہ جو گورنر راج لگایا گیا ہے جو ایمرجنسی لگائی گئی ہے اِس کی پرزور مذمت کرتا ہوں۔ اسپیکر صاحب! اِس آرٹیکل کا جو بدبودار بیج تھا وہ سب سے پہلے 1948ء میں لیاقت علی خان نے لگایا گیا۔ نواب مدوٹ کی حکومت کو توڑ کر گورنر راج لگایا۔ پھر ایوب کوڑو خان کی حکومت کو توڑ دیا پھر چلتے چلتے یہاں بلوچستان میں سردار عطاء اللہ مینگل اور میر غوث بخش بزنجو کی حکومت کو توڑ دیا اور KP میں مفتی محمود صاحب کی حکومت کو توڑ دیا۔ اِس ملک میں ٹوٹل آٹھ دہائیوں میں 15 ایمرجنسیاں لگیں، 15 گورنر راج لگے چار دفعہ مارشل لاء لگے۔ کیا اِس ملک میں اِس آئین میں کوئی اور آرٹیکل نہیں ہے؟ 232 اور 234 کے علاوہ سب سے پہلا آرٹیکل آپ کا کیا ہے کہ پاکستان ایک federal republic ریاست ہے جس کو اسلامک فیڈرل ریاست کہا جاتا ہے۔ اب مجھے آپ بتادیں اسپیکر صاحب! republic کا مطلب کیا ہے؟ republic mean the government of the people the representative of the people اور یہاں کیا ہے؟ یہ عوام کا راج ہے کیا؟ فیڈرل کا کیا مطلب ہے؟ فیڈرل کا مطلب ہے جو وحدتیں ہیں اُن کے درمیان اختیارات کی منصفانہ تقسیم۔ ناں یہاں republic ہے ناں فیڈرل ہے ناں اسلامک ہے۔ anthropologist پاکستان کی اِس حکومت کو nobody can define کہ یہ کیسی حکومت ہے اور ہم خوش ہیں کہ جمہوریت ہیں۔ اسپیکر صاحب! ہم یہ کہتے ہیں کہ KP میں شرپسندی ہے بیرونی مداخلت ہے۔ یہ تو افغان انقلاب سے شروع ہوا ہے یہ آج کا تو نہیں ہے افغان انقلاب کو ناکام کرنے کے لیے یہاں صف بندی کس نے کی؟ یہی جو بڑے ہمارے تُرم خان تھے۔ امریکہ کی مدد سے middle east کی مدد سے پختون سرزمین کو خون سے نہلایا۔ پانچ دہائیوں سے وہاں خون خرابہ ہو رہا ہے۔ کیا یہ آپ کی ایمرجنسی ہے؟ کیا آپ کا یہ جو گورنر راج ہے یہ مسئلے کا حل ہے؟ قطعاً نہیں ہے۔ جناب اسپیکر صاحب! 1973ء میں سردار عطاء اللہ کی حکومت کو dismiss کرنے کے بعد آج ہم یہاں کیا بھگت رہے ہیں۔ آج آپ پختون عوام کو اپنی فیڈریشن سے دور دھکیل رہے ہیں۔ یہ کوئی اچھا کام نہیں ہے کہ کیا ہے۔ اسپیکر صاحب! مجھے ڈر ہے۔۔۔

جناب اسپیکر: Order in the house please honourable members

ڈاکٹر عبدالمالک بلوچ: مجھے ڈر ہے کہ یہ یہاں تک نہیں رکے گی آج ہم خوشیاں منا رہے ہیں میری تو انفارمیشن یہ تھی کہ پہلے بلوچستان میں لگنے والا ہے۔ اِس کے بعد پھر کیا ہوگا؟ پھر ملک میں لگ جائے گا ہم نے جو اتنی power عوام سے چھینی ہے اس power کا ultimately کوئی منطقی نتیجہ نکلے گا۔ اسپیکر صاحب! ہم سمجھتے ہیں کہ ہم جمہوری لوگ ہیں۔ ہمارے قائدین ہیں اُس وقت نیشنل عوامی پارٹی کے قائدین نے کہا کہ افغان اِنقلاب میں یہ دو ہاتھیوں کی لڑائی ہے اِس میں اِس ملک کو نہیں دھکیلیں۔ آج ہمارا حال کیا ہے میں سمجھتا ہوں کہ مجھے تحریک اِنصاف کی سیاست سے لاکھ

اختلاف۔لیکن یہ کہاں کا جمہوری عمل ہے؟ جب بھی چاہے اِس آئین میں اِتنے آرٹیکلز میں سے دو آرٹیکل نظر آتے ہیں؟ آرٹیکل نمبر 1 نظر نہیں آتا ہے؟ جو عوام کا right ہے؟ وہ جو عوام کے right کو چھین رہا ہے وہی right آپ کو نظر آرہے ہیں کیا یہاں گورنر راج لگانے سے امن آئے گا؟ کل سے کیا صورتحال بنی ہوئی ہے وہاں کی یونیورسٹیوں کی۔ وہاں کی گلیوں کی کیا صورتحال بنی ہوئی ہے خدارا، اِس ملک کو مزید برباد نہیں کرو۔ اِن مارشل لاؤں نے اِن غیر جمہوری قوتوں نے اِس گورنر راجوں نے ہمارے عوام کو نان شبینہ کا محتاج کیا ہے۔ایک دوسرے کے ہم گریبان کو پکڑ رہے ہیں اسپیکر صاحب! مَیں سمجھتا ہوں کہ عمران خان کی جو پارٹی ہے۔ اُس کو وہ تمام rights دینے چاہئیں جو اُن کا حق بنتا ہے۔ اِن میں سے بہت سے لوگ جیلوں میں گئے کب جیلوں میں ملاقاتوں پر پابندی تھی اور مجھے سن کر مولانا فضل الرحمٰن صاحب کا کہ جی یہ مسئلے تو حل تھے اِس کو اچانک کیوں بگاڑا۔تو میں سمجھتا ہوں کہ آج اِس ملک کے لیے ہمارے لیے خیبر پختونخوا میں گورنر راج ایمرجنسی لگانا کوئی خیر کی بات نہیں ہے۔ اِس کی زد میں کل ہم بھی سکتے ہیں اِس کی زد میں پاکستان بھی آسکتا ہے مجھے خوف ہے۔شاید یہاں بہت سے دوستوں نے مارشل لاء دیکھے ہیں یہاں فوجی dictatorship دیکھے ہیں تو اِس جمہوری عمل کے لیے پارٹیوں نے لوگوں نے قربانیاں دی ہیں یہ 10 دفعہ derail ہو گیا ہے مسلم لیگ اور پیپلز پارٹی نے میثاق جمہوریت کی کیوں کی؟ اِن قوتوں کو روکنے کے لیے کہ یہاں عوام کی بالادستی ہو۔ مجھے اِنتہائی افسوس ہے کہنا پڑتا ہے ok I got your point میرا ٹائم ختم ہو گیا ناں؟

جناب اسپیکر: continue please

ڈاکٹر عبدالمالک بلوچ: کیونکہ میں کم بولتا ہوں لیکن آج بولنے کا موڈ بن رہا ہے آپ نہیں چھوڑ رہے ہیں مَیں آج اسپیکر! آپ کی بات مانتے ہوئے میں اِس عمل کی پرزور مذمت کرتا ہوں اور میں مطالبہ کرتا ہوں جیسے ہمارے اپوزیشن لیڈر نے کہا کہ خیبر پختونخوا کی حکومت کو بحال کیا جائے۔شکریہ۔

جناب اسپیکر: .Thank you very much ظہور بلیدی صاحب۔

میر ظہور احمد بلیدی (وزیر محکمہ منصوبہ بندی و ترقیات): بسم اللہ الرَّحمٰن الرَّحیم۔ جناب اسپیکر! شکریہ جس طرح ہمارے محرکین نے جو کل وفاقی حکومت نے تمام سیاسی جماعتوں کے consensus کے بعد بحالت مجبوری ایمرجنسی نافذ کی۔ تو مَیں سمجھتا ہوں کہ یہ کوئی نئی چیز نہیں ہے۔1973ء میں جب ہمارا آئین بنا اُس وقت کم وبیش تمام سیاسی جماعتوں نے اِس آئین پر دستخط کیے۔ اُس میں ANP کے سربراہ ولی خان صاحب، میر غوث بخش بزنجو، اور وہ آئین پاکستان پیپلز پارٹی کے قائد شہید ذوالفقار علی بھٹو کی سربراہی میں بنا اور پاکستان کا واحد متفقہ آئین تھا جس پر سب نے اتفاق کیا۔ جناب اسپیکر! یہ تمام articles اُس آئین میں ہمارے اکابرین نے ڈالے ہیں۔اور اُن کو شاید یہ ادراک تھا کہ

ہمارے ملک کے معروضی حالات آنے والے وقتوں میں ایسے ہو سکتے ہیں کہ کہیں ہمیں course correction کی ضرورت پڑ جائے۔ کہیں ہمیں ہنگامی حالات کا سامنا کرنا پڑ جائے۔ تو جہاں تک جو کل والا واقعہ ہوا ہے اس کے پیچھے بھی اپنے محرکات ہیں ایک مخصوص سیاسی جماعت جب حکومت میں تھی خلاف آئین، قومی اسمبلی کو disolve کیا جب اُس وقت کے پرائم منسٹر کے خلاف عدم اعتماد کی موشن آیا ہوا تھا۔ پھر عدالتوں نے جا کر اُس کو بحال کیا۔ اس کے بعد پنجاب اور کے پی کی حکومتیں disolve کی تا کہ یہ نظام نہ چل پائے اور وہی وطیرہ اور وہی سوچ اب بھی موجود ہے۔ جناب اسپیکر! یہ کوئی ڈھکی چھپی بات نہیں ہے آپ کو بھی معلوم ہے ہم سب کو بھی معلوم ہے کہ بلوچستان اور کے پی کے حالات نارمل نہیں ہے۔ بلوچستان میں چونکہ ہماری حکومت lead کر رہی ہے warfare کے ساتھ lawfare میں بھی ہماری حکومت نے کہیں ایسی amendments کیے جس میں ہم نے اپنی law enforcement agencies کو قانونی shelter دیا ہم نے پولیس کو well-equipped کیا ہم نے وہ تمام تر اقدامات اُٹھائیں جس میں ہم سمجھتے تھے کہ ہم دہشت گردی کا مل کر مقابلہ کریں گے ہم نے اپنی law enforcement agencies کو تن تنہا نہیں چھوڑا لیکن اس کے برعکس کے پی میں کیا ہوا۔ ایک حکومت جو پچھلے دو سال سے یہ کہتی چلی آ رہی ہے کہ جی اُس کا دہشت گردی کے ساتھ کوئی لینا دینا نہیں ہے۔ ایک طرف ہم اپنی پاک فوج کے ایف سی کے پولیس کے جوانوں کی لاشیں اُٹھا رہے ہیں اور دوسری جانب کے پی کے حکومت اِن تمام معاملات سے in deffernt ہے بلکہ اُس کو justify کر رہا ہے دُنیا میں کہیں ہوتا ہے کہ حکومت اپنی ریاست کے خلاف اُٹھ کھڑا ہو۔ اور اُس وقت میں جبکہ geopolitical situation اتنہائی گھمبیر ہے۔ ایران میں آگ لگی ہوئی ہے افغانستان میں آگ لگی ہوئی ہے۔ حوثی سعودی عرب پر چڑھ دوڑے ہیں پورا middle east اس آگ کی لپیٹ میں آ چکی ہے۔ اس situation میں جو اس کے backlashes پاکستان میں آ رہے ہیں جس طرح باہر کی جو outer agencies جس طرح وہ پاکستان پر حملہ آور ہو رہی ہیں کیا یہ ملک اس چیز کا متحمل ہو سکتا ہے؟ کہ یہاں کی گورنمنٹ جان بوجھ کر ملک کے ایک حصہ کو destabilize کریں۔ ہمارے آئین میں یہ لکھا ہوا ہے اور ہمارے اکابرین نے یہ بات ایسے نہیں ڈالی وہ بڑے دورس اور دور اندیش لوگ تھے اُن کو یہ اندازہ تھا کہ آنے والے وقتوں میں ان چیزوں کا ملک کو سامنا کرنا پڑ سکتا ہے تو اُسی چیز کو دیکھ کر ایمرجنسی لگائی گئی ہے۔ اگر دوسری جانب اگر ہم دیکھیں تو یہاں جو تمام سیاسی جماعتیں ہیں وہ اپنے political convenience کو دیکھ کر کبھی حمایت اور کبھی مخالفت کرتے ہیں۔ اسپیکر صاحب! آپ کو یاد ہوگا 2008ء کی اسمبلی میں جب نواب اسلم خان رئیسانی وزیر اعلیٰ تھے اور تین مہینے پہلے جب اسمبلیاں اپنی مدت پوری کرنے کو جا رہی تھیں۔ اس وقت جائز ہوا یا ناجائز ہوا اُس پر بحث نہیں کرتا لیکن جب اُس وقت اس حکومت کو اِنہی آرٹیکل کے تحت برخاست کیا گیا تو

یہی سیاسی جماعتیں تھیں جنہوں نے مٹھائیاں بانٹیں کیا وہ حکومت عوامی حکومت نہیں تھی؟ کیا اُس وقت بلوچستان کو عوامی حکومت سے محروم کرنا نہیں تھا لیکن چونکہ اُس وقت ہماری سیاسی جماعتوں کے مفاد میں یہ چیز نہیں تھی۔ تو اُس وقت ٹھیک تھا جب آج کے پی کے کے 6.7 districts جو ہے no go area بن چکے ہیں وہاں دن دھاڑے لوگوں کا قتل عام ہو رہا ہے تو کیا ریاست پاکستان وفاقی حکومت آنکھیں بند کر کے بیٹھ جائے کہ جی لوگ مرتے رہے اور ہم نے جو حکومت directly in دہشت گردوں کی حمایت کر رہی ہے۔ میرے کہنے کا مطلب یہ ہے جو اپنی law and enforcement agencies کے ساتھ کھڑی نہیں ہو سکتی۔ دہشت گردی کے مقابلے میں تو definitely آپ نے یا ریاست کے ساتھ کھڑا ہونا ہے یا اُن anti-state forces کے ساتھ کھڑا ہونا ہے۔ آپ کی خاموشی حکومت کی وہ ناقابل برداشت ہے تو اُسی بنا پر ایمرجنسی نافذ کر دی گئی۔ اور یہ نہیں ہے کہ صرف یہاں پاکستان میں ہوا ہے کیا انڈیا میں ایمرجنسی نہیں لگی؟ کیا باقی دُنیا کے ممالک میں ایمرجنسی نہیں لگتی ہے؟ تو کیا اگر ایمرجنسی لگنا یا لگانا یا جو اس کے محرکات کو lessens کرنا اگر اتنا بڑا جرم تھا تو ہمارے اکابرین نے آئین میں یہ آرٹیکل کیوں ڈالا تھا؟ کس لیے ڈالا تھا؟ اسی لیے ڈالا تھا کہ اُن کو یہ ادراک تھا کہ جی آنے والے وقتوں میں شاید کوئی اس طرح کی صورتحال بن جائے۔ جو آئین ہمیں ایک راستہ دے اور وہی راستہ آئین نے دیا ہے دُنیا میں کہیں ہوتا ہے کہ ایک حکومت اپنے وفاق پر چڑھ دوڑے۔ اور دھمکیاں دے کر کہ جی میں آ رہا ہوں میں وفاق پر قبضہ کر رہا ہوں میں دھاوا بول رہا ہوں میں نظام کو سبوتاژ کر رہا ہوں کوئی منظّم ریاستیں اس چیز کو برداشت کر سکتی ہیں؟ گو کہ آپ کو احتجاج کا حق ہے آپ پارلیمنٹ میں ہیں۔ پوری اسمبلی آپ کے پاس ہے آپ کی نمائندگی سینٹ میں ہے آپ کی نمائندگی قومی اسمبلی میں ہے آپ وہاں احتجاج کریں۔ لیکن جب آپ سبوتاژ کرنے پر آئیں گے جب آپ تباہی لانے پر آئیں گے جس کا فائدہ انتشار پسندوں کو ملے گا وہ ناں دُنیا میں کسی کو قابل قبول ہے ناں ہمارے وفاقی حکومت کو قابل قبول ہے ناں ہماری ریاست کو قابل قبول ہے۔ تو اِنہی الفاظ کے ساتھ آپ کا شکریہ ادا کرتا ہوں۔

جناب اسپیکر: Thank you very much. سلیم کھوسہ صاحب!

میر سلیم احمد کھوسہ (وزیر محکمہ مواصلات، ورکس، فزیکل پلاننگ اور ہاؤسنگ): جناب اسپیکر صاحب! اس پر ظہور صاحب نے بڑی تفصیلاً گفتگو کی سی ایم صاحب بھی اس پر بات کریں گے تو میں مختصراً دو، تین باتیں کرنا چاہوں گا یہ جو کل عمل ہوا ہے ظاہر سی بات ہے کہ ہم سب جمہوری لوگ ہیں اور یہ بڑا ایک تکلیف دہ عمل ہوتا ہے اور بڑے سوچ و بچار کے بعد اس طرح کا فیصلہ کیا جاتا ہے۔ میں سمجھتا ہوں کہ کے پی کے حکومت کو اپنی حکمرانی قائم کرنے کے لیے جتنا space and support وفاق نے دیا ہے میں نہیں سمجھتا ہوں کہ اُنہوں نے اپنا خود چیف منسٹر change کیا جو اُن کے

اپنے حالات تھے وہیں پر اپنے صوبے کے اندر اور دوسرا سی ایم آیا لیکن اُن کی طرز حکمرانی شروع سے ہی پاکستان کی مخالفت میں ہی چلی آرہی تھی جس طرح ہم نے 9 مئی کو ایک سلسلہ اُن کا دیکھا اور اُس کے بعد بھی جو اُن کا رویہ رہا وفاق نے اب بھی کافی کوشش کی اور کافی اس پر میرے خیال میں بہت زیادہ meetings بھی ہوئیں کہ جو اُن کا طرز عمل تھا جو اُن کا طریقہ کار تھا بہت ہی غیر مناسب تھا یہاں تک ہم نے دیکھا کہ یہاں تک اُنہوں نے بات کی کہ جی ہم تو یہ ہماری ذمہ داری نہیں بنتی ہے یہاں کی سیکورٹی کے حوالے سے۔ even کس طرح آپ کی زمہ داری نہیں بنتی ہے آپ ایک چیف ایگزیکٹو ہیں ایک صوبے کے۔ سب سے بڑی ذمہ داری آپ کی بنتی ہے اگر یہاں ہمارے معزز دوستوں نے ایک بات کی کہ ہم نے سنا کہ شاید بلوچستان میں سب سے پہلے یہ عمل ہونے کو آرہا تھا ایمرجنسی کے حوالے سے۔ بلوچستان حکومت اور اُن کی cabinet جتنی بھی ہے ریاست کے ساتھ کھڑی رہی الحمدللہ ہم کل بھی کھڑے تھے آج بھی کھڑے ہیں اور میں سمجھتا ہوں کہ جس طرح ہمارے چیف منسٹر نے صوبے میں کام کیا اور خاص طور پر اگر میں کہوں development تو اپنی جگہ پر ہے اُس کو چھوڑ دیتے ہیں تھوڑی دیر کے لیے جو law and order کی situation تھی ہر حوالے سے اپنی forces کے ساتھ کھڑے رہے ہر عمل کے ساتھ الحمدللہ بہتری بھی آئی ہے جب اس طرح کا عمل ایک چیف ایگزیکٹو کر رہا ہو تو میں نہیں سمجھتا ہوں کہ اس طرح کی کوئی صورتحال پیدا ہو کہ وہاں کوئی ایمرجنسی لگائی جائے یا کوئی سوچ بھی صحیح کیونکر اس طرح کا سوچے گا جو وفاق کے ساتھ کھڑی ہیں اور لوگوں کو یہاں ریلیف دینے کے لیے صبح شام ہر کام کر رہی ہیں۔ تو میں نہیں سمجھتا ہوں کہ اِس طرح کی situation بلوچستان اور KPK کا تو آپ حال دیکھ رہے ہیں جس طرح بلیدی صاحب نے کہا کہ آٹھ، دس ڈسٹرکٹس no go area بنے ہوئے ہیں اور international جو ہمارے ملک کے ساتھ involvement ہے وہ سب جانتے ہیں انڈیا کی کتنی بڑی involvement ہے افغانستان کے ذریعے کے پی کے کے اندر کیا کچھ نہیں ہو رہا ہے جو آج کی situation ہے اگر اِس situation میں اِن حالات میں اور وہاں کے حکمران یہ کہیں کہ ہم وفاق پر جا کر قبضہ کریں گے وفاقی حکومت کو ختم کریں گے یہ بڑا ہی غیر مناسب ایک طریقہ کار ہے جمہوری لوگوں کا کبھی بھی اس طرح کا رویہ نہیں رہا احتجاج کے لیے کسی نے آج تک ناں روکا ناں میں سمجھتا ہوں کہ کوئی روکنے کی کوشش کریگا اگر وہ جمہوری انداز اور پاکستان کے آئین کے مطابق ہو۔ اگر کوئی بھی کرتا ہے کہیں بھی ہوتا ہے۔ یہ بلوچستان میں بھی ہوتا ہے۔ سندھ میں بھی پنجاب میں جدھر کدھر ہوتا ہے۔ تو اُن کا ایک اپنا طریقہ کار ہے جو چلا جاتا ہے آپ کے صوبے میں law and order کی situation کی یہ حالت ہے اور اوپر سے آپ نے ایک اِس طرح کی situation پیدا کر کے وفاق کی طرف جا رہا ہے جو بہت ہی غیر مناسب اور بہت ہی غیر جمہوری طریقہ کار ہے۔ میرے خیال میں اِس ملک کی جو مخالف قوتیں ہیں کہیں نہ کہیں اُن کو ہی

support کیا جارہا ہے جو اُن کی situation سے نظر آرہا ہے۔ تو میں سمجھتا ہوں کہ یہ جو عمل کیا گیا وفاق کے پاس اس کے علاوہ اور کوئی چارہ نہیں تھا۔ حالانکہ وفاق نے بڑی کوشش کی۔ ہم نے دیکھا کہ بڑی میٹنگز کیے گئے کہ یہ طریقہ کار غلط ہے اگر آپ لوگوں کے کوئی ایشوز ہیں تو وہ بات چیت کے ذریعے حل کیے جا سکتے ہیں ہر معاملے میں space دینے کی کوشش کی ہے آپ کے صوبے میں کبھی بھی involvement نہیں کی گئی۔ آپ نے کھلم کھلا اپنی حکمرانی کی ہم سب نے دیکھا کہ ایک جمہوری طریقہ کار کے ساتھ آپ نے اپنا ایک چیف منسٹر change کیا۔ کیا اُس وقت وفاق نے کوئی involvement کی؟ آج جو یہ سب کچھ عمل ہوا ہے تو ظاہر سی بات ہے کہ ایک بہت ہی دور اندیش ایک خطرہ محسوس کرتے ہوئے جمہوری حکومت اور جو وہاں موجود تھے ایک consensus develop کر کے جتنی بھی parties تھیں تو یہ عمل کیا۔ اور میں سمجھتا ہوں کہ یہ بالکل ٹھیک عمل تھا اِسکے علاوہ وفاق کے پاس کوئی اور چارہ نہیں تھا۔

جناب اسپیکر: Thank you very much آغا صاحب! only 2 minutes for you آپ نے مختصر کرنا ہے۔

پارلیمانی سیکرٹری محکمہ بہبود آبادی: thank you اسپیکر صاحب! میں یہ کہنا چاہتا ہوں کہ دیکھیں جی جہاں معرکہ حق ہوا۔ ہماری فوج اِس چیز کی لائق تھی جہاں یہ کوشش کر رہی تھیں کہ انڈیا کو یہاں کا پولیس مین بنائیں۔ مگر جب معرکہ حق ہوا سب prospective تبدیل ہو گیا یہ نہیں کہ ہماری افواج چیزیں نہیں سنبھال سکتیں۔ مگر جو problem کیا ہو رہا ہے کہ اپنے ملک کے اندر ہے۔ ہم باہر کے لیے تیار ہیں جس طرح کا بھی دشمن ہے مگر یہ جو ہمارے اندر جو بھیڑیے ہیں اُن کو سنبھالنے کے لیے مسئلہ سب سے زیادہ ہے کیونکہ آپ اُن کو ایک دوسرے سے نہیں نکال سکتے کیونکہ سارے ہمارے بیچ میں ہیں۔ تو جو دہشت گردی ہو رہی ہے یہاں اُس کی وجہ سے یہ عمل ہے جس طرح ڈاکٹر صاحب نے کچھ چیزوں پر بات کی روشنی ڈالی بالکل یہ غلط عمل ہے یہ نہیں ہونا چاہیے مگر مجبوری ہے کہ آپ کو ریاست بچانی ہے سیاست بچانی ہے۔ میں ڈاکٹر صاحب سے یہ کہتا ہوں کہ اگر ہمیں ریاست بچانی ہے ناں کہ اگر بلوچستان میں بھی گورنر راج لگائیں کوئی مسئلہ نہیں ہے اگر ہمیں ریاست بچانی ہے کیونکہ یہ نہیں ہے کہ اِدھر کوئی دودھ کی نہر یا شہد کی نہر اِدھر چل رہی ہے۔ مسئلہ صرف یہ ہے جو مسئلے KP کے ہیں وہ مختلف ہیں بلوچستان کے مختلف ہیں۔ کیونکہ KP گورنمنٹ اُن کے ساتھ تعاون نہیں کر رہی ہے افواج کے ساتھ نہیں کر رہی ہے پولیس کے ساتھ نہیں کر رہی ہے اپنے کمشنر DCs کے ساتھ نہیں کر رہی ہے۔ بلوچستان میں ہماری پوری جو گورنمنٹ ہے آج اپنی افواج کے ساتھ کھڑی ہے تو معاملہ جو ہے differentiate ہو رہا ہے بلوچستان کا اور KP کا۔ جہاں تک یہ عمل ہوا ہے کوئی نہیں چاہتا کہ وہاں گورنر راج لگے اور ہم سیاسی سسٹم کو derail کریں۔ مگر جہاں بولتے ہیں ناں آپ کے ہاتھ کو gangrene لگتا ہے تو آپ کو ہاتھ کاٹنا پڑتا ہے آپ کو

پسند بہت ہوتا ہے مگر کاٹنا پڑتا ہے۔تو میں سمجھتا ہوں سب سے important چیز کیا ہے کہ ہمیں ریاست کے ہاتھ مضبوط کرنے چاہئیں یہ ایک عمل ہے پہلے جس طرح کہا گیا کہ پیپلز پارٹی کے دور میں بھی ہوا۔اپنی حکومت کے against کیے یہ بھی ایک سیاسی عمل ہے۔مگر ہمیں اپنے ملک کے ساتھ رہنا چاہیے ہمیں اپنی افواج کے ساتھ رہنا چاہیے اور یہ جو عمل آج ہوا ہے اِس کو ہم support کرتے ہیں اِس وجہ سے کہ اگر یہی گورنمنٹ دہشت گردوں کو support نہیں کرتی اور اپنی افواج کے ساتھ administration کے ساتھ جیسے بلوچستان گورنمنٹ کر رہی تھی کبھی یہ derail نہیں ہوتی۔مگر اگر آپ کا اپنا جو سسٹم ہے جو آپ کا سیاسی عمل ہے وہ کہتا ہے کہ میں فیڈرل گورنمنٹ جا کر گورنمنٹ topple کروں گا جو دہشتگردی جس حد پر آ گئی ہے اُس دہشت گردی کو ایک طریقے سے ہوا مل رہی ہے اور اگر ایک دفعہ یہ چیزیں آ گئیں تو اُن کو ہٹانا بہت مشکل ہوتی ہے۔ پہلے بھی یہ عمل ہو چکا ہے بہت مشکل سے handle ہوتا ہے۔ہم سمجھتے ہیں کہ ہم اپنے ملک کے ساتھ اپنی افواج کے ساتھ ہیں جو ہمیں suit کریں۔کیونکہ ہمیں again میں وہ کہتا ہوں کہ ہمیں اپنی ریاست کے ساتھ رہنا ہے سیاست آتی جاتی ہے۔thank you

جناب اسپیکر: Thank you very much honorable chief minister to wind up please.

میر سرفراز احمد بگٹی (قائد ایوان): Honorable Speaker thank you so much شکریہ جناب اسپیکر! As it was decided in the parliamentary party meeting or three people will speak on this because آپ کا پھر ایجنڈ بھی ہے I just want to wind up this whole debate جو کل سے پورے پاکستان میں ہو رہی ہے اور آج کیونکہ ہماری provincial assembly میں بھی honorable leader of the opposition اور ڈاکٹر عبدالمالک بلوچ صاحب نے جو باتیں کی ہیں let me start from the way my friend Zahoor Ahmed Buledi has started کہ جب constitution بنا تو جو constitution makers تھے they are brilliant peoples, far brilliant than all of us اور اُن کی جو سوچ تھی اُن کی جو working relationship تھی وہ آج سے بہت بہتر تھی political polarization جو آج ہے وہ اُس وقت نہیں تھی۔اور اُس طریقے سے جب اُنہوں نے اِس constitution of Pakistan بنایا جس پر ایک consensus document ہم اُس کو کہتے ہیں۔اور اکابرین نے سب نے چاہے وہ بلوچستان سے تھے چاہے کے پی سے تھے یہ باقی provinces تھے سب نے جب اِس پر کیا تو 232 میں ابھی تھوڑی دیر پہلے پڑھ رہا تھا تو اِس

میں جتنی detail میں جو لکھا گیا مجھے ایسے لگ رہا تھا ایسے feel ہو رہا تھا کہ وہ جو بڑے تھے جو اُس وقت یہ constitution بنا رہے تھے وہ آج کی situation کو foresee کر رہے تھے جو آج کی situation develop ہوئی ہے۔ اِس کے بعد میں آجاتا ہوں کہ میں کل سے دیکھ رہا ہوں کہ بہت زیادہ اِس پر debate ہو رہی ہے اور comparisons ہو رہے ہیں between Government of Balochistan and Government of KPK تو میں اُس پر تھوڑا سا رہنا چاہتا ہوں جناب اسپیکر! میرے جو fellow سی ایم تھے میری خود بھی اُن سے بہت دفعہ بات چیت ہوتی رہی اِس topic پر اُس سے پہلے جو سی ایم کے پی تھے علی امین گنڈاپور صاحب اُن سے بھی بہت زیادہ میٹنگز میں بھی اور privately بھی ملاقاتیں بھی ہوتی رہی ہیں اور ایک working relationship بھی رہی جب کبھی کے پی میں کوئی ایشوز ہوئے تو ہم ٹیلی فون کال کر دیتے ہیں جبکہ کسی اور province میں ہوتا ہے تو ہمیں ٹیلی فون کر دیتے ہیں جب ہمارے province میں کچھ ہوتا ہے تو یہ تمام چیف منسٹرز کا آپس میں liaison ہوتا ہے اور ایک working relationship ہوتی ہے جو میں نے feel کیا جناب اسپیکر! ایک comparison ہو رہا ہے چونکہ انتہائی نامناسب بات ہے what is the difference between Government of Balochistan and Government of KP. what is the difference between the law and order situation in Balochistan and KP اِن دونوں کا پہلی تو بات یہ ہے کہ ایمرجنسی اِس بنیاد پر تو لگی ہی نہیں کہ کے پی میں law and order کی جو situation ہے وہ خراب ہے۔ کے پی میں جو ایمرجنسی لگی ہے فیڈرل گورنمنٹ نے یا جن political parties نے اِس پر consensus build کیا ہے وہ اِس بنیاد پر لگی ہے کہ law and order کی situation تو خراب ہے جو political government کا role ہے وہاں جو elected represident ہیں وہاں جو اُن کا role ہے اُنہوں نے آج سے نہیں جناب اسپیکر! اُنہوں نے اِس لڑائی کو diverse کیا ہوا ہے۔ کیا ہم بھول گئے ہیں کہ 2018ء onward جو گورنمنٹ آئی تو ایک appeasement کی پالیسی آئی اس appeasment کے تحت ٹی ٹی پی کو بسانے کی بات کس نے کی جناب اسپیکر! یہ تو کل کی بات ہے اُن کو واپس لا کر یہاں۔ تو from the first day یہ جو جماعت ہے اس جماعت نے ہمیشہ سے terrorism کے خلاف KP میں جب terrorism start ہوئی تو عوامی نیشنل پارٹی نے front پر آ کر اُس لڑائی کو own کیا۔ جب اُس لڑائی کو own کیا تو سب کے حالات ٹھیک نہیں تھے۔ لیکن کیا کسی نے کوئی governor آج لگایا۔ لیکن انہوں نے own کیا اُس کو۔ پاکستان پیپلز پارٹی اپنی محترمہ قائد شہید بینظیر بھٹو نے جیسی عظیم قربانی دی۔ اپنے کارکنوں کی اٹھارہ اکتوبر کو کراچی میں سینکڑوں کی تعداد

میں قربانی دی۔کتنی ANP leadership کی ماری گئی ۔بلورصاحب اور لوگ ۔تو کہنے کا مطلب ہے کہ وہ governments نے ان کو own کیے رکھا۔اب انہوں نے کیا کیا۔ایک تو انہوں نے گورنمنٹ جب سنبھالی تو انہوں نے اس لڑائی کو divorce کیا۔ مجھے ڈاکٹر صاحب correct کیجیے گا، NFC award میں تمام consensus کے ساتھ KP گورنمنٹ کو ایک two percent پیسے دیے گئے۔کہ because you are facing the malitance ۔are facing the terrorism تو آپ یہ دو percent extra لے لیں CTD your of your police or your capacity build to۔اور capacity کا یہ عالم تھا کہ آج سے کچھ عرصہ پہلے بنوں میں ایک CTD کا complex تھا جو ایک کرائے کے گھر پر تھا۔ two percent extra مل رہے ہیں۔وہ پیسے لگ رہے ہیں social media team پر۔وہ پیسے لگائے گئے 2018ء onward کی گورنمنٹ میں ایک social media campaign چلانے کے لیے اور ایک 75 ہزار لوگوں کی team بنائی گئی جنہوں نے صرف لوگوں کی پگڑیاں اچھالیں، اُس میں ہم تو تھے ہی تھے۔محترم ہمارے جو دوست آج یہاں بیٹھے ہوئے ہیں ان کی leadership کی پگڑیاں بھی مکمل طور پر اچھالی گئیں۔ان پیسوں سے جو پیسے دیے گئے تھے کہ آپ نے strengthen کرنا ہے اپنی law enforcement agencies کو۔بنوں پر جب attack ہوتا ہے تو کرایے کے گھر پر جناب اسپیکر! compound بنا ہوا ہوتا ہے، اُس کرایے کے گھر پر حملہ ہوتا ہے اور پھر آپ کو بھیجنا پڑتا ہے اُن کو rescue کرنے کے لیے اپنی جو آپ کی striking force ہے the most important and the well trained، دنیا میں well trained لوگ آپ کے جو ہیں ان کو company کہتے ہیں جو SSG، آپ خود کیونکہ آپ کا ایک background ہے، آپ نے اپنے best man بھیجے۔اور اس best man کا آپ کو life loss ہوا وہاں پر۔تو یہ تو عالم ہے اپنے اُن پیسوں کے خرچ کرنے کا۔current government پر آ جائیں، Government of Balochistan جس طرح آنریبل ممبر نے کہا کہ کب core commander twelve core نے ہم سے کہا کہ بندوق اٹھالیں۔ کب core commander Peshawar نے کہا ہے کسی political آدمی کو کہ بندوق اٹھالیں۔ یہ ہمارا کام نہیں ہے۔ Law enforcement agency کو آپ نے enabling environment دینا ہوتا ہے۔ وہ enabling environment کیا چاہیے ان کو ایک law fare میں چاہیے کہ آپ law making کریں اور law making کر کے ان کو وہ environment provide کر دیں کہ وہ تاکہ اس environment میں بہتر perform کر سکیں۔ second ان کو آپ کی ضرورت کہاں پر ہوتی ہے کہ

political leadership نے narrative کو lead کرنا ہوتا ہے اور جب narrative کو آپ lead کرتے ہیں تو یہ تین چیزیں ہیں جو terrorism کے خلاف استعمال ہوتی ہیں، number one is deterrence، deterrence کام ہوتا ہے security forces کا، law enforcement agencies کا، police کا، CTDs کا۔ دوسرا ہے intelligence، intelligence آپ کو ملتی کب ہے ۔کہ جب آپ کی deterrence بہتر ہو اور deterrence آپ کی بہتر تب ہوتی ہے جب آپ کو تیسری چیز، آپ کی intelligence آپ کو ملتی ہے جب آپ کا narrative، narrative آپ کا تب ہوتا ہے جب آپ کی deterrence ہو تو یہ تینوں چیزوں کا combination ہے۔اب ان تینوں چیزوں میں ایک چیز کا combination تو KP میں موجود تھا۔ باقی جو دو چیزیں تھیں کہ جس پر آپ نے narrative میں ساتھ دینا ہے۔آپ نے law fare میں ساتھ دینا ہے، آپ نے enabling environment بنانا ہے، اس میں تو آپ کی مصروفیت کس بات پر ہے کہ آپ پورے کے پورے KP کو اکٹھا کرتے ہیں اور capital of Pakistan، جب Pakistan take off کرنے لگتا ہے economically، جہاں دنیا میں کوئی اس طرح کا environment بنتا ہے کہ دنیا میں پاکستان کی عزت ہونے لگ جاتی ہے۔ دنیا کے ممالک میں پاکستان کو دیا جاتا ہے جب آپ کا defence minister فرانس جاتا ہے، جب آپ نے Rafales گرائے ہوتے ہیں تو آپ کے defence minister کو state protocol مل رہا ہوتا ہے۔تو ایسے میں آپ پاکستان کے capital پر حملہ آور ہوتے ہیں اور جتھے لے کر حملہ آور ہوتے ہیں۔ Right to assemble, honorable speaker, right to assemble, right to protest اس constitution میں ہر citizen حق کو ہے۔ لیکن وہی constitution کا article sixteen اس کو regulate کرنے کا، organize کرنے کا organize کرنے کا حکومتوں کو دیتا ہے۔ اتنی سی بات تھی کہ federal government اس کو organize کرانا چاہتی تھی کہ آپ کا right ہے آپ کے assembly کا right آپ کے پاس ہے۔ یا بلوچستان کے context میں جب بھی protest ہوتا ہے، ابھی recently ایک دھرنا ہوا۔تو ہم نے اس دھرنے کو جب ہم نے کہا کہ جی اس کو organize ہم کریں گے تو opposition parties جو تھیں جو اسمبلی کے اندر ہیں جو اسمبلی کے باہر ہیں انہوں نے ہمارے ساتھ کیا کہ this is the right place آپ یہاں بیٹھ کے دھرنا دیں ہم آپ کے ساتھ negotiate کریں گے۔اس right کو، ہمارے right کو جب مانا گیا تو ہم نے ان کے right کو مان لیا۔ ہم اس right کو تو سب exercise کرنے کے لیے تیار ہیں

لیکن یہی constitution جب ہم کو یہ right دیتا ہے گورنمنٹ کو exercise کرنے کا اس کے لیے ہم تیار نہیں ہیں۔ اور پھر comparisons کیے جاتے ہیں کہ Government of Balochistan کا اور Government of KP کا، there is a huge difference جناب اسپیکر! ہم نے اس لڑائی کو پہلے دن سے divorce نہیں کیا۔ آج ڈپٹی کمشنرز شہید ہوئے اس لڑائی میں، ہمارے ACs، ہمارے ڈپٹی کمشنرز آج بھی kidnap ہوتے ہیں، ہماری judiciary وہ suffer کر رہی ہے، ہماری law enforcement agencies، police، ہمارے parliamentarians، ہم سب اس میں suffer کر رہے ہیں، کیوں؟ کیونکہ ہم نے اس لڑائی کو divorce نہیں کیا۔ آج TTP کے، جو PTI کے جلسے ہوتے ہیں۔ ہزاروں لوگ وہاں اکٹھے کرتے ہیں، آپ نے کبھی دیکھا ہے وہاں پٹاخہ بجا ہو؟ the only political party in Pakistan honourable speaker for last twenty years we are fighting this war، جب ان کا leader کھڑے ہو کے یہ کہتا ہے کہ میں TTP کا وکیل ہوں، میں ان کا spokesperson ہوں، تو جناب اسپیکر ایک پٹاخہ مجھے بتا دیں کہ کبھی اس جماعت پر حملہ ہوا ہے؟ مولانا فضل الرحمن صاحب پر attacks ہوتے ہیں، خودکش حملے ہوتے ہیں، ANP کی leadership پر ہوتے ہیں، جیسے میں نے پہلے کہا پاکستان پیپلز پارٹی جنہوں نے اپنی leadership کی قربانی دی ہے، اس کے بعد باقی جتنی political parties ہیں ان سب پر حملے ہوتے ہیں۔ نسیم جنگیان صاحب کا قتل ہو جاتا ہے۔ اور اس طرح خیر جان بلوچ صاحب تشریف رکھتے ہیں تو ان کے بھائی کا قتل ہو جاتا ہے۔ کتنے ہمارے نیشنل پارٹی کے وہ شہید ہوتے ہیں، JUI کے لوگ شہید ہوتے ہیں، اس کے بعد پاکستان پیپلز پارٹی کے، PML(N) کے امیر مقام صاحب پر سینکڑوں حملے ہوتے ہیں۔ ANP کی leadership پر۔ یہ واحد political جماعت ہے پاکستان کی اور ایک جماعت ہمارے پاس بھی ہے یہاں۔ آپ کو پتہ ہے کہ جس کا ذکر کر رہا ہوں۔ ان پر کبھی آج تک کوئی حملہ نہیں ہوتا ہے اس کی کیا وجہ ہے؟ اس کی وجہ یہ ہے کہ وہ ملے ہوئے ہیں۔ مینگل صاحب ناراض نہیں ہونا۔ آپ ملے ہوئے ہیں آپ ان terrorist کے لیے دعا گو ہیں آپ ان کے لیے environment create کرتے ہیں۔ آپ کے پاس کون سی جادو کی چھڑی ہے کہ آپ اتنے بڑے ہزاروں لوگوں کو اکٹھا کرتے ہیں اور آپ پر پٹاخہ بھی نہیں بجتا ہے۔ آپ کے کسی کارکن کا قتل بھی نہیں ہوتا میں نہیں چاہتا اللہ نہ کرے کبھی آپ پر کوئی دھماکہ ہو کہ کوئی معصوم آدمی شہید ہو، اللہ نہ کرے کوئی political worker کی شہادت ہو، اللہ نہ کرے کسی بھی عام فورسز کے لوگ ہیں وہ بھی ہمارے بچے ہیں کسی کی شہادت پر کسی کی قتل و غارت پر کسی قسم کی violence پر from the day first میرا جو argument ہے since 2009 جب سے میں politics

میں آیا ہوں میں یہی کہہ رہا ہوں کہ violence کا right وہ صرف state exercise کر سکتی ہے کوئی اور exercise نہیں کر سکتا۔لیکن یہ کون سی جادو کی چھڑی ہے آپ کے پاس کیا آپ کسی election campaign بھی آرام سے کر لیں ہم election campaign پر نکلیں تو ڈز، میں کل سوئی گیا ہوں تو وہاں میرے نزدیک آنے کی جرأت ہی نہیں ہے اللہ کرے کہ کبھی ہو بھی نہ کوئی چاہتا بھی نہیں ہے کیونکہ اِس کے قریب اِس طرح کی چیز ہو اُدھر ایک hand grenade کا پھر سے پٹاخہ پھوڑ رہے ہیں اُدھر کوئی وہ پھوڑ رہے ہیں اُس کو cracker bomb کہتے ہیں او بھئی قریب آ جاؤ یار نزدیک پھوڑ کے دیکھ لو کہ کیا ہوتا ہے۔لیکن یہ ہے کہ آپ کے پاس ایک جادو کی چھڑی ہے آپ بڑے بڑے جلسے کریں پورا کاروان آپ کا چترال سے لے کر کوہستان سے نکلتا ہے اور راستے میں آپ کو کوئی کچھ نہیں کہتا۔ پھر آپ پولیس کو جن کا کام ہوتا ہے law enforcement کرنا اُن کو آپ نے کہاں busy رکھا ہوا ہے کہ آپ کے جو جلسے جلوس ہیں اُن کو protocols دیں۔so جناب اسپیکر! یہ مناسب ہی نہیں ہے بہت سارے لوگوں نے گورنمنٹ آف بلوچستان ہاں، آج میں کہتا ہوں اپنی حکومت کی موجودگی میں اگر بلوچستان کی situation ایسی ہو کہ پراونشل گورنمنٹ اُس میں diverse کر دے اِس لڑائی کو اپنا حصہ ہی نہ سمجھے اپنی فورس کو enabling environment ہی نہ دے جیسا کہ بلوچستان میں پہلے ہوا پاکستان پیپلز پارٹی نے اپنی گورنمنٹ کے against گورنر راج لگایا، کیوں؟ اِس لیے لگایا کہ اُس وقت بلوچستان میں situation ایسی ہی تھی۔تو جب ایسی situation تھی کہ جب 400 لاشیں پڑی تھیں یا جتنی بھی لاشیں پڑی تھیں اور اُس کو گورنمنٹ own کرنے کے لیے تیار نہیں تھی تو پاکستان پیپلز پارٹی نے اپنے اصولوں پر سودا کیا اپنی حکومت کے خلاف تو یہ کیا KP کو چھوڑ دیں؟ کیا KP کے جو terrorism ہے اُس کو آزاد چھوڑ دیں کہ وہ اِس طریقے سے آئیں؟ تو میں سمجھتا ہوں کہ اصولوں کی بنیاد پر یہ step اُٹھایا گیا ہے کوئی unconstitutional کام نہیں کیا گیا ہے constitution کا آرٹیکل 232,234 اِس پر بڑے واضح ہیں اِس پر clear ہیں اور میرا ایک دوست میں سن رہا تھا TV پر کہہ رہا تھا کہ جی وہ اسمبلی وہ پاس کریگی۔ بڑا صاف اِس constitution میں لکھا ہوا ہے کہ اگر وہ provincial اسمبلی نہیں کرتی ہے تو پھر دونوں houses پارلیمنٹ کے joint session within three days بلانے پڑتے ہیں اور وہ اُس ایمرجنسی کے اقدام کو veto کریں گے۔ جو اُس کو endorse کریں گے تو جوائنٹ سیشن آ رہا ہے جوائنٹ سیشن میں endorse ہو جائے گا تو nothing done unconstitutional from the federal government,so ہم اِس کی مکمل طور پر اِس صورت میں حمایت کرتے ہیں کہ اگر KP گورنمنٹ own کرے اِس لڑائی کو بجائے اِس کو diverse کرنے کے آپ TTP کو آگے بسانے کی بات کرتے ہیں۔ یہ واپس آ کے لوگوں

کے سروں کے ساتھ فٹبال ہی کھیلیں گے جناب اسپیکر! آپ بھول گئے ہیں کہ کس طریقے سے وہ ہمارے سروں کے ساتھ فٹبال کھیلتے تھے؟ کیا ہم بھول گئے کہ APS کے بچوں کو کس بے دردی کے ساتھ لہولہان کر دیا گیا؟ کیا ہم بھول گئے کہ باڑہ کے بازار میں کیا ہوا؟ کیا ہم بھول گئے کہ FIA آفس لاہور میں کیا ہوا؟ کیا مبین شہید کو بھول گئے؟ کیا ہم سنبل شہید کو بھول گئے؟ کیا ہم اُن کرنلوں کو ہمارے جو جنرل تھے بیگ صاحب کیا ہم اُن کو بھول جائیں؟ اُن لوگوں کو مسلم خان جیسے آدمی کو، واپس بسانے کی باتیں کی جاتی رہیں۔ کون کرتا تھا یہ باتیں؟ محترمہ بے نظیر بھٹو کے قاتلوں کو واپس پاکستان میں بسانے کی بات ہو رہی تھی، کون کر رہا تھا؟ بشیر بلور صاحب کے قاتلوں کو پاکستان میں واپس بسانے کی باتیں ہو رہی تھیں کون کر رہا تھا؟ میاں افتخار کا بیٹا سمر بلور صاحبہ کا شوہر ہارون بلور تو یہ کون کون لوگ میں نام لینا شروع کر دوں کیا اُن کو واپس بلائیں کیا آج نسیم جنگیان کا قاتل یہاں واپس آجائے تو کیا اُس کو سر پر بٹھالیں؟ کیا آج خیر جان بلوچ صاحب کا بھائی جس کو شہید کیا وہ آج واپس آجائے اُس کو بسانے کی بات چیف منسٹر کر رہا ہو کہ جی کوئی بات نہیں اُس کا بھائی مار دیا کوئی بات نہیں وہ تو انسان ہی نہیں تھا۔ آجائے اِدھر ہم سر پر بٹھا لیتے ہیں کیونکہ سر پر بٹھانا شروع کر دیں قاتلوں کو۔ تو لہٰذا جناب اسپیکر! میں چاہتا ہوں کہ ایک تو comparison کا کرنا بند ہو پورا پاکستان یہ سن لے اور دوسرا reason are far different, provincial government of Balochistan even whole assembly of Balochistan let me appreciate the role of the opposition as well ہماری پوری اسمبلی اِس دہشت گردی کی جنگ میں including ہاں پالیسی پر اِختلاف ہوسکتا ہے لیکن دہشت گردی کی جنگ میں بلوچستان کی پوری اسمبلی دہشتگردی جنگ کے خلاف violence کے خلاف کھڑی ہے کبھی آپ نے کوئی یہاں سے تقریر سنی ہے کہ دہشت گردوں کی حمایت پر کوئی تقریر ہوئی ہے؟ policies پر تقریر ہوسکتی ہے کہ یہ پالیسی ٹھیک نہیں ہے اِس کو ایسے manage کرلیں وہ تو part of democracy but nobody supporting terrorism ہر کوئی دہشت گردی کے کیخلاف وہاں تو دہشت گردوں کی حمایت میں تقریریں ہوتی ہیں وہاں تو دہشت گردوں کی حمایت میں وہ باتیں کی جاتی ہیں تو لہٰذا جناب اسپیکر! ہماری حکومت ہماری اسمبلی honorable members ہم سب دہشتگردی کے خلاف اِس جنگ میں اپنی فورسز کے ساتھ اپنی سکیورٹی فورسز کے ساتھ اپنی پولیس کے ساتھ کھڑے تھے کھڑے ہیں کھڑے رہیں گے نہ موت کا خوف ہم کو روکے گا نہ political capital چھیننے کا خوف ہم کو روکے گا we will stand and we will resist اور ہم نے یہاں جو law making اِس اسمبلی میں کی ہے terrorism کے خلاف کسی provincial اسمبلی نے آج تک نہیں کیا record legislation اِن دو سالوں میں ہوئی ہے۔ جس سے enabling environment ملا ہے سیکورٹی فورسز کو، اِس اسمبلی

نے consensus میں کیئے ہیں پر committees میں گیا ہے وہاں consensus build ہوا ہے پرسوں آپ نے Home کا جو کیا ہے consensus build ہوا ہے اُس پر خیر جان بلوچ صاحب اُس کے چیئرمین تھے so جو law بنتا ہے consensus سے بنتا ہے اور ہم بلوچستان کے لوگ دہشت گردی کے خلاف انشاءاللہ اپنی فورسز کے ساتھ ہیں۔ thank you Honorable Speaker!

جناب اسپیکر: Thank you very much. Thank you meaningful speech اب اگر آپ کی اجازت ہو تو 10 منٹ کے لیے نماز کا وقفہ کرتے ہیں اور exactly سوا پانچ بجے دوبارہ سیشن شروع کریں گے Thank you very much آپ کہہ رہے ہیں continue کریں؟

جناب قائد ایوان: میری request ہے آپ نے کیونکہ کہہ دیا ہے تو میں معافی چاہتا ہوں لیکن باری باری نماز پڑھ لیں ڈپٹی اسپیکر صاحبہ! آپ ایجنڈا چلائیں آپ نماز پڑھنے جائیں۔ فتویٰ نہیں لگتا جی نماز پڑھنے کا ہر ایک کو اپنا حق ہے میں یہیں جائے نماز بچالوں گا اور ایسے فتووں سے مَیں کونسا ڈرتا ہوں۔ مہربانی کریں۔

جناب اسپیکر: چلیں ذرا آپ ابھی۔۔۔

جناب قائد ایوان: I request you Sir!

جناب اسپیکر: اچھا۔

جناب قائد ایوان: time is short ہمیں اور بھی بہت کام ہوتے ہیں۔

جناب اسپیکر: ہاں short تو ہے اِس میں کوئی شک نہیں ہے

جناب قائد ایوان: I request you Sir!

جناب اسپیکر: میری problem صرف میں یہ بتا رہا تھا کہ ایجنڈا کافی lengthy ہے تو وہ شاید اِتنی جلدی ہم اُس کو wind-up بھی نہ کرسکیں بہت سارے questions ہیں۔

جناب قائد ایوان: اِسی لیے میں کہتا ہوں وقفہ نہ کریں نماز ہر کوئی باری باری پڑھ کے آئے گا اور چلتا رہے چلیں سر! آپ نے کہہ دیا۔

جناب اسپیکر: سر! کردیں 10 minutes کے لیے نماز کا وقفہ کرتے ہیں thank you

(نماز عصر کے لیے 5 بجے 10 منٹ کا وقفہ)

(وقفہ نماز عصر کے بعد اجلاس دوبارہ 5 بجکر 20 منٹ پر شروع ہوا)

جناب اسپیکر: بسم اللہ الرحمٰن الرحیم وقفہ سوالات۔

میر زابد علی صاحب کے questions ہیں 338,608,627, اور 523 محکمہ صنعت سے متعلق ہیں زابد علی ریکی صاحب یہاں موجود نہیں ہیں ان کے questions defer کیے جاتے ہیں۔sorry وہ ایک question no 523 ظفر آغا کا ہے وہ بھی موجود نہیں ہیں لہٰذا defer کیا جاتا ہے۔ again زابد علی ریکی صاحب کا سوال نمبر 449 سوال نمبر 500 اور سوال نمبر 501 یہ محکمہ ثقافت سے متعلق ہیں زابد علی ریکی صاحب بھی نہیں ہیں اور concerned Minister بھی یہاں موجود نہیں ہیں defer کیے جاتے ہیں۔سوال نمبر 332,422,444,446,602,638, زابد علی ریکی صاحب کے questions ہیں محکمہ livestock کے متعلق defer کیے جاتے ہیں۔ again اصغر علی ترین صاحب، اصغر ترین صاحب کا question no 373 محکمہ لائیو اسٹاک کے متعلق منسٹر بھی نہیں ہیں اور more questions questioner بھی نہیں ہیں defer کیا جاتا ہے۔مولوی نور اللہ صاحب کے two questions ہیں محکمہ لائیو سٹاک کے متعلق بلکہ three question ہیں مولوی نور اللہ صاحب کے 397,398 اور 399 defer کیے جاتے ہیں مولوی نور اللہ صاحب موجود نہیں ہیں۔مولانا ہدایت الرحمٰن بلوچ کا سوال نمبر 458 لائیو اسٹاک کے متعلق مولانا صاحب اپنا سوال نمبر جی آپ کا question تھا وہ ہے آپ محکمہ صنعت سے متعلق تھا۔آپ کا question نہیں۔ہاں 523۔منسٹر صاحب بیٹھے ہوئے ہیں جی آغا صاحب! پکاریں سوال۔

سیّد ظفر علی آغا: شکریہ جناب اسپیکر صاحب! سوال نمبر۔523

جناب اسپیکر: جی minister concerned please

سردار کوہ یار خان ڈومکی (وزیر محکمہ صنعت و حرفت): جناب اسپیکر! سوال پڑھا ہے sorry جواب پڑھا ہوا تصور کیا جائے۔

جناب اسپیکر: جی سوال پڑا ہے جواب پڑھا ہوا تصور کیا جائے۔

سیّد ظفر علی آغا: جناب اسپیکر! اصل میرا مقصد اِس سوال کے کرنے کا مقصد بھی یہی تھا کہ پشین میں industrial zone جو بننے جا رہے ہیں جناب اسپیکر! پچھلے سال بھی یہاں ایک PSDP نمبر میں آپ کو بتا دیتا ہوں page number two پر اگر ہم آئیں۔ اِس کا جو جواب دیا گیا ہے ہمیں اِس میں construction of Bostan special economic zone with Bostan railway station اِس کو road پر convert کیا گیا ہے اِس کو دوبارہ اس پر میرے خیال سے دوبارہ ایک cabinet بیٹھی ہے کیا ہوا ہے اور یہ railway کا ایک طریقہ کار تھا کہ اِس کو یہ جو goods ہو گئی یا PSDP نمبر۔۔۔

جناب اسپیکر: آپ کا سوال کیا ہے سوال پڑھیں آپ ذرا سوال نمبر 523 ہے آپ کا ذرا پڑھیں اِس کو۔

سیّد ظفر علی آغا: جناب اسپیکر! کیا یہ میں بتا دیتا ہوں کیا وزیر صنعت و حرفت ازراہ کرم مطلع فرمائیں گے کہ۔ سال 26-2025ء کے بجٹ میں حکومت نے ضلع پشین میں محکمہ صنعت و حرفت کیلئے کل کتنی ترقیاتی اسکیمات کی منظوری دی ہے ہر اسکیم کا نام، لاگت اور پی ایس ڈی پی نمبر کی تفصیل دی جائے نیز تمام اضلاع کیلئے کل کتنی ترقیاتی اسکیمات کی منظوری دی گئی ہے کی مکمل تفصیل بھی دی جائے؟

جناب اسپیکر: ٹھیک ہے question تک آپ کا جو question ہے آپ اُس کے متعلق بولیں۔

سیّد ظفر علی آغا: جناب اسپیکر! جو مجھے answer ملا ہے میں آپ کو اِسی لیے answer پر لانا چاہتا تھا کہ یہ میں منسٹر صاحب سے پوچھنا چاہتا ہوں میرے دو سوال ہوں گے نمبر ایک PSDP میں یہ جو آپ نے special economic zone کے لیے 1094.87 million rupees آپ نے رکھے ہیں اِس پر ابھی تک کام شروع نہیں ہوا ہے یہ پچھلے سال کا ہے اِسکی کیا وجہ ہے؟

جناب اسپیکر: جی Minister concerned please

وزیر محکمہ صنعت و حرفت: جناب اسپیکر! یہ جو اسکیم ہے پچھلے سال سے رکھی گئی ہے لیکن یہ اسکیم اصل میں اِس کے لیے railway track بنایا جا رہا تھا لیکن جب اِس کی feasibility report دیکھی گئی اور اِسکے لئے بہت سارے consultants سے مشورہ لیا گیا تو جو slope gradient تھا جو کہ road سے لے کے railway track یا road سے لے کے Bostan Special Economic Zone تک تھا وہ feasible نہیں تھا for railway track کہ وہ operate کر سکیں۔ جس کی وجہ سے پھر اس کا BDWP ہوا اور یہ change کیا گیا to road sector مطلب road بنانے کے لیے۔ تو اُس کے بعد یہ جب فروری میں ہوا اُس کے بعد ابھی اس کا tendering process ہونے والا ہے انشاءاللہ وہ کام شروع ہوگا۔

جناب اسپیکر: کام ہو جائے گا جی۔

سیّد ظفر علی آغا: جناب اسپیکر! میری گزارش بھی یہی تھی کہ یہ جو special economic zone کا جو railway کا بتا رہے ہیں انگریز نے وہاں بہترین station بنایا ہے بوستان میں۔ تو وہاں train کیوں نہیں چل سکتی میرا سوال یہ ہے کہ کیا وجہ تھی کہ اِس کو آپ نے road میں convert کیا۔ یہ میں پوچھنا چاہتا ہوں۔

جناب اسپیکر: جی منسٹر صاحب۔

وزیر محکمہ صنعت و حرفت: بات وہ صحیح کہہ رہے ہیں کہ train کا track بنا ہوا ہے لیکن میں یہ بول رہا ہوں کہ جو

special economic zone ہے وہ track سے اُوپر slope پر ہے جس کی وجہ سے وہ جو track ہے۔

جناب اسپیکر: track میں issue نہیں ہے جو کہ special economic zone جو بن رہا ہے وہ track سے تھوڑا سا اُسکی height زیادہ ہے۔آپ یوں کہہ رہے ہیں؟

وزیر محکمہ صنعت وحرفت: slope پر ہے۔

جناب اسپیکر: اچھا جی۔

سیّد ظفر علی آغا: تو اِس کے لیے میں یہ گزارش کر رہا تھا کہ کیا منسٹر صاحب ہم نئی لائن نہیں ڈال سکتے تھے تاکہ وہ بالکل اُس کے ساتھ attach ہو جاتا اور باقاعدہ وہاں ایک railway track بن جاتا اور لوگوں کی آسانی کیلئے کیونکہ وہاں فیکٹریاں لگی ہوئی ہیں مال زیادہ تر وہاں آتا ہے تو اِس طرح کا ڈبل خرچہ لگ جاتا ہے جناب اسپیکر! اگر وہاں دیکھا جائے وہاں train رکے گی وہاں سے پھر مزدا یا ٹرک میں فیکٹریوں تک جائیں گے۔

جناب اسپیکر: ٹھیک ہے آپ اسکو دیکھ لیں۔

وزیر محکمہ صنعت وحرفت: جناب اسپیکر! railway track کا جو بجٹ تھا جس میں یہ منظور ہوا تھا وہ road زیادہ تھا تو ہم نے اِس میں saving کی ہے بہ نسبت زیادہ پیسے خرچ کرنے کے۔

جناب اسپیکر: اچھا۔

وزیر محکمہ صنعت وحرفت: جو یہ within 1 billion تھا وہ above 1 billion تھا جو slope ہے۔وہ for the current railway جو bogies ہیں۔

جناب اسپیکر: feasible نہیں ہے۔

وزیر محکمہ صنعت وحرفت: اُس کے لیے feasible نہیں ہے کہ وہ اتنا بڑا load اِس slope پر اوپر لے کے جاسکیں۔

جناب اسپیکر: ٹھیک ہے۔

وزیر محکمہ صنعت وحرفت: ہم نے جو road دے دیا ہے اُس کا بھی یہی مقصد ہے for the raw material to come up and the finish to go

جناب اسپیکر: alternative road پر آپ سوچ رہے ہیں؟

وزیر محکمہ صنعت وحرفت: یہی road کا کام شروع ہو گیا ہے۔

جناب اسپیکر: road کا کام شروع ہو گیا ہے اچھا وہ اِس وجہ سے track کا کام رکا ہوا ہے ۔

وزیر محکمہ صنعت وحرفت: track کو ہم نے cancel کر دیا ہے۔

جناب اسپیکر: track کو cancel کر دیا ہے۔ track is cancelled

سیّد ظفر علی آغا: جناب اسپیکر! یعنی آپ اندازہ کریں آپ سمجھ گئے میری بات کو۔ کہ یہ جو تاجر لوگ ہیں جو فیکٹریاں بنا رہے ہیں اُن کا ڈبل خرچ لگے گا۔ اگر یہاں train کا track بچھایا جاتا اِس کا فنڈ ڈبل کیا جاتا تو بہت سے مسئلے حل ہو جاتے تو اَب اِس کو cancel کیا گیا اِس کو دوبارہ روڈ بنانے کے لیے میں سمجھتا ہوں کہ پہلا والا جو منصوبہ تھا وہ سب سے بہترین تھا۔

جناب اسپیکر: اُن کے ساتھ ویسے officially آپ بیٹھ جائیں۔

سیّد ظفر علی آغا: انشاءاللہ۔

وزیر محکمہ صنعت وحرفت: ہم اِن کو سمجھا دیں گے اگر یہ چاہتے ہیں تو آغا صاحب کے ساتھ ایک میٹنگ کر لیں گے۔

جناب اسپیکر: بالکل میٹنگ کر لیں بہت اچھا ہوگا۔

وزیر محکمہ صنعت وحرفت: اِن کو فوری بریفنگ دی جائے گی کہ وجہ کیا تھی۔

جناب اسپیکر: بالکل یہ ٹھیک رہے گا thank you جی۔

میر یونس عزیز زہری (قائد حزب اختلاف): جناب اسپیکر! اگر نیچے آ جاتے ہیں پشین کے۔ ایک ہمارے پاس پراجیکٹ ہے enterprises development program۔ یہ 16 ہزار ملین کا ہے۔ تو میرے خیال میں 16 ہزار ملین، 16 ارب روپے بنتے ہیں۔ تو اس کے بارے میں ذرا ہمیں بتائیں کہ یہ کیا ہے کہاں ہے؟ ادھر لکھا ہوا ہے کہ خاران، پنجگور اور واشک، تین ڈسٹرکٹس میں یہ پروگرام ہے۔ تو میں نے رحمت بلوچ صاحب سے پوچھا۔ تو اس نے کہا کہ ہمارا ابھی تک کوئی پروگرام اس پر نہیں ہے۔ یہ پیسے 26-2025ء میں 16 ارب روپے ہیں اور یہ اگر کام ہو رہا ہے تو کس کے through کام ہو رہا ہے کون کام کر رہا ہے؟

جناب اسپیکر: منسٹر صاحب ذرا یہ بتائیں۔ 16 ارب روپے تقریباً بنتے ہیں یہ پھر کہاں سے آئے ہیں۔

جناب قائد حزب اختلاف: کہاں سے آئے ہیں اور کہاں خرچ ہو رہے ہیں کون ان کو خرچ کر رہا ہے؟

جناب اسپیکر: اور انکو خرچ کون کر رہا ہے؟

جناب قائد حزب اختلاف: آیا ڈیپارٹمنٹ ان کو خرچ کر رہا ہے پی اینڈ ڈی کے وزیر صاحب آپ ذرا متوجہ ہو جائیں۔ پی اینڈ ڈی کے وزیر صاحب خرچ کر رہے ہیں پی اینڈ ڈی کے through ان کو کر رہے ہیں یا ڈیپارٹمنٹ کے through کر رہے ہیں یا third percent کے through کر رہے ہیں۔ میں نے جو سنا ہے کہ یہ

انکے through ان کو دیا گیا ہے۔تو یہاں بی اینڈ آر بھی ہے۔

جناب اسپیکر: یہ PSDP اسکیم ہے؟

جناب قائد حزب اختلاف: یہاں ہماری لوکل گورنمنٹ بھی ہے۔ ہمارے دوسرے ڈیپارٹمنٹس بھی ہیں اگر ہم نے کسی اور کو دیا ہے کسی باہر کے کسی اور کو دے دیا ہے تو اس کے بارے میں مجھے بتایا جائے کہ ہم باہر والوں کو کس base پر ہم نے دے دیا ہے کہ یہ 16 ارب روپے ہم نے کسی اور کے حوالے کیے ہیں کہ جی آپ ڈویلپمنٹ کر دیں۔

جناب اسپیکر: let to Minister to replies جی۔

جناب قائد حزب اختلاف: یہ مجھے سمجھ نہیں آ رہا ہے اس پر ذرا مجھے بتا دیں کہ 16 ارب روپے کوئی چھوٹی اماؤنٹ نہیں ہے۔اس صوبے کے لیے اور ہم تو رو رہے ہیں دو کروڑ کے لیے کہ ہمیں مل جائیں تو 16 ارب کا آپ نے پروجیکٹ شروع کیا 16 ارب کس مد میں گئے ہیں؟ کیوں گئے ہیں؟ کہاں گئے ہیں؟ اور اس میں نام جو دے دیا ہے وہ خاران، واشک اور پنجگور کے لیے۔۔۔

جناب اسپیکر: یہ پی ایس ڈی پی کی اسکیم ہے؟

جناب قائد حزب اختلاف: جی سر! پی ایس ڈی پی کی اسکیم ہے پی ایس ڈی پی نمبر بھی انہوں نے دے دیا ہے کہ 249,620,220,251,379 یہ پی ایس ڈی پی نمبر بھی اس میں دے دیا گیا ہے تو یہ مجھے سمجھ نہیں آ رہا ہے کہ 16 ارب روپیہ آپ۔۔۔

جناب اسپیکر: میر یونس عزیز صاحب! ایک منٹ کے لیے آپ منسٹر صاحب کو بولنے دیں جی منسٹر صاحب۔

وزیر محکمہ صنعت و حرفت: جناب اسپیکر! یہ سوال پہلے بھی زابد صاحب نے کیا تھا۔اور ان سے بھی ہم نے یہی کہا تھا کہ اگر آپ آتے ہیں تو ہم آپ کو اس پر بریفنگ دیں گے یہ جو 16 ارب روپے رکھے گئے ہیں یہ ہم بلوچستان رولر سپورٹ پروگرام کو دے رہے ہیں اور وہ پہلے بھی اسی طرح کے انٹر پرائز پروگرام چلاتے رہے۔ وہ اسی کو specialized بھی کرتے ہیں وہ اسی کو وہی چلا رہے ہیں ابھی کچھ دن پہلے سی ایم صاحب نے جا کر ادھر انٹر پرائز پروگرام جو اس کا نام دیا گیا اس کا افتتاح بھی کیا ہے۔اور first phase جو اس کا complete ہوا ہے اس پر وہ گئے بھی ہیں۔تو یہ جو پروگرام ہے اس کے اندر phase one phase two phase three ہے -جس کے اندر یہ جو small enterprises ہیں ان کو loan دیا جا رہا ہے جو growth کر سکتے ہیں growth کرنے کے بعد آگے لیبر اور اس سے روزگار کے مواقع پیدا ہوں گے۔

جناب اسپیکر: آپ پیسے لوگوں کو کیش میں دے رہے ہیں؟

وزیر محکمہ صنعت وحرفت: جی ہاں۔لوگوں کونہیں enterprises کو۔

جناب اسپیکر: ok

وزیر محکمہ صنعت وحرفت: ان کا business plan دیکھ کے ہم دے رہے ہیں تین ڈسٹرکٹس میں کیوں ہیں first phase میں یہ ڈسٹرکٹس کیا ہیں پھر next phase میں دوسرے ڈسٹرکٹس اسی طرح۔۔۔

جناب اسپیکر: ok

وزیر محکمہ صنعت وحرفت: ان کا business دیکھ کر ہم دے رہے ہیں۔

جناب اسپیکر: تو یہ پھر تین ڈسٹرکٹس میں کیوں ہیں؟

وزیر محکمہ صنعت وحرفت: for the first phase میں یہ ڈسٹرکٹس ہیں پھر next phase میں پھر دوسرے ڈسٹرکٹس اسی طرح ہیں۔۔۔

جناب اسپیکر: ok

جناب قائد حزب اختلاف: جناب اسپیکر! ذرا رحم کریں اس صوبے پر۔16 ارب روپے کوئی چھوٹی amount نہیں ہے۔ہم اس کو اس طرح کہہ رہے ہیں کہ ہم دے رہے ہیں۔کیا دے رہے ہیں؟ کس کو دے رہے ہیں؟ کس کے through دے رہے ہیں؟ کیوں دے رہے ہیں؟ ہم یہ loan دے رہے ہیں۔کس base پر ہم دے رہے ہیں؟ اور اس پر ایگریمنٹ کون کر رہا ہے؟

جناب اسپیکر: میر یونس عزیز صاحب! ایک منٹ یہ آپ BRSP کو یہ پیسے۔۔۔

وزیر محکمہ صنعت وحرفت: جی ہاں۔

جناب اسپیکر: BRSP کے through آپ کام کر رہے ہیں؟

وزیر محکمہ صنعت وحرفت: جی ہاں۔

جناب قائد حزب اختلاف: BRSP کو کیوں دے رہے ہیں؟

جناب اسپیکر: تو یہ کوئی اشتراک یا گورنمنٹ آف بلوچستان اور کسی کا اشتراک چل رہا ہے۔یا puraly گورنمنٹ آف بلوچستان کی اسکیم ہے۔

وزیر محکمہ صنعت وحرفت: puraly گورنمنٹ آف بلوچستان کی اسکیم ہے۔

جناب قائد حزب اختلاف: جناب اسپیکر صاحب! آپ دیکھیں۔ہم بہت ساری چیزوں کو mix کر رہے ہیں BRSP کو ہم کیوں دے رہے ہیں آیا ہمارے پاس پی اینڈ ڈی کا ڈیپارٹمنٹ نہیں ہے ہمارے پاس دوسرے

ڈیپارٹمنٹس نہیں ہیں کہ ہم ان کو implement کریں۔ہم BRSP کو کس base پر دے رہے ہیں؟ ذرا یہ چیز واضح کر کے BRSP ہم سے۔ہم BRSP سے کام لے رہے ہیں۔ہم ان کو کتنے percent دے رہے ہیں بلوچستان کے پیسوں کا۔کتنا percent دے رہے ہیں BRSP کو۔BRSP اللہ کے نام پر ہمارے لیے کام نہیں کر رہا ہے۔لوگ BRSP سے پیسے لیکر آرہے ہیں۔ہم 16 ارب روپے BRSP کو دے رہے ہیں کہ جی آپ لے لیں آپ ان کو خرچ کر دیں۔اس کی چیکنگ کون کر رہا ہے کس کے through اسکو کر رہا ہے۔کچھ بھی ہو رہا ہے BRSP جانے اس کا کام جانے۔یہ کیا ہو رہا ہے جناب اسپیکر صاحب۔

جناب اسپیکر: یونس! آپ بات سنیں، میرا سوال یہی تھا کہ BRSP چونکہ باہر سے پیسے لاتا ہے۔اور وہ ڈویلپمنٹ کرتا ہے تو BRSP کو ہم پیسے اگر دے بھی رہے ہیں۔تو گورنمنٹ آف بلوچستان purely کی اسکیم کیسے ہو سکتی ہے کوئی اگر باہر سے 49 percent,51 percent ,50 percent پیسے آرہے ہوں اور پھر ہم اس پر اپنا حصہ ڈال کر پھر یہ کام چلائیں۔پھر تو کوئی it is ok۔لیکن گورنمنٹ آف بلوچستان purely کی اسکیم اور BRSP کے through ہوا ہے why۔اس کی وجہ کیا ہے؟

وزیر محکمہ صنعت وحرفت: Sir! already وہ اسی طرح کے enterprises وہ چلا رہے ہیں۔

جناب اسپیکر: ہاں وہ کام کر رہے ہیں۔

وزیر محکمہ صنعت وحرفت: جناب اسپیکر صاحب! because of there in ان کا جو رزلٹ آیا ہے پہلے جو میں نے جا کر presentation ان سے لی۔انہوں نے اپنی presentation دی۔جس کے اندر they proved that وہ ایک proper department ہے جو اس اسکیم کو چلا سکتے ہیں اور currently سی ایم صاحب اس کی inauguration بھی کر کے آچکے ہیں اور یہ پیسے phase wise جا رہے ہیں اور اس پر جو کمیٹی ہے جس کی دیکھ بھال کر رہی ہے وہ چیف سیکرٹری صاحب ہیں سیکرٹری انڈسٹریز ہیں اور بھی ممبرز ہیں۔

جناب اسپیکر: سوال یہی ہے کہ کیا آپ کے پاس۔۔۔

جناب قائد حزب اختلاف: جناب اسپیکر صاحب!

جناب اسپیکر: ایک منٹ یونس جان! آپ مجھے بولنے دیں۔آپ کے پاس وہ expertise نہیں ہیں جو BRSP کے پاس ہیں کیا گورنمنٹ آف بلوچستان اپنے طور پر یہ کیوں نہیں چلا سکتی ہے۔reason کیا ہے اس کا؟ آپ نے BRSP کو کیوں refer کیا ہے گورنمنٹ آف بلوچستان نے۔۔۔

وزیر محکمہ صنعت وحرفت: اس لیے ان کے پاس work forces ہیں ان کے پاس experience ہے۔

جناب اسپیکر: آپ کے پاس اتنے بڑے ڈیپارٹمنٹس ہیں آپ کے پاس experience نہیں ہے کیا؟

جناب قائد حزب اختلاف: جناب اسپیکر صاحب! ہم پھر بند کر دیں بلوچستان گورنمنٹ کے ڈیپارٹمنٹس کو؟ کیوں ہم ان کو تنخواہیں دے رہے ہیں۔

میر اسد اللہ بلوچ: جناب اسپیکر صاحب! point of order

جناب قائد حزب اختلاف: ایک منٹ اسد جان! میں ختم کروں مہربانی۔ ہم کیوں پی اینڈ ڈی ڈیپارٹمنٹ کو رکھا ہوا ہے ہم کیوں دوسرے ڈیپارٹمنٹس ہمارے جو technicals ہیں یا non technicals ہیں۔ ہم ان کو پھر تنخواہیں کیوں دے رہے ہیں۔ اگر BRSP کو دینا ہے تو بلوچستان کو ٹھیکے پر دیدیں پھر وہ چلائیں۔ اور یہ بھی ہمیں بتا دیں کہ جی BRSP نے کتنے percent پر ہمارے لیے کام کر رہا ہے۔ ہم پھر اپنے بندوں کو تنخواہ کیوں دے رہے ہیں BRSP اللہ کے نام پر ہمارے لیے نہیں کر رہا ہے کہ جی میں بلوچستان کے خاطر اور بلوچستان کے عوام کی مشکلات کو مدنظر رکھتے ہوئے میں کام کر رہا ہوں BRSP ہم سے پیسے بھی لے رہا ہے ہم سے کتنا percent لے کے جا رہا ہے وزیر صاحب بتائیں گے کہ جی کتنا percent وہ اپنے لیے چارج کر رہا ہے۔ اپنے لیے نئی گاڑیاں خریدی ہیں۔ اپنے لیے نیا اسٹاف انہوں نے بھرتی کر دیا ہے۔ اپنے لیے دوسرے نان ڈویلپمنٹ کی مد میں انہوں نے پیسے لے گئے کہ جی پھر تو پی اینڈ ڈی مجھے بتا دے۔ ظہور صاحب بیٹھے ہوئے ہیں کیوں اس طرح کی چیزیں کر رہے ہیں ذرا پی اینڈ ڈی ہمیں بتا دے کہ اس طرح کی چیزیں 16 ارب روپے آپ کے phase one کے ہیں جناب اسپیکر!

جناب اسپیکر: جی، جی۔

جناب قائد حزب اختلاف: phase two phase three ہوگا۔ یہ آپ کا ایک سال کا بجٹ تو اسی میں جائے گا۔

جناب اسپیکر: phase two and phase three اور ڈسٹرکٹس ہوں گے۔

جناب قائد حزب اختلاف: سر! اور یہ ڈسٹرکٹس۔

جناب اسپیکر: three districts by phase one اسی کا ہے۔

وزیر محکمہ صنعت و حرفت: جناب اسپیکر صاحب! یہ تینوں phase۔

جناب اسپیکر: one by one

جناب قائد حزب اختلاف: ہمیں وزیر پی اینڈ ڈی صاحب بتا دیں کہ کتنے percent پر اس کو نیلام کر دیا ہے۔

جناب اسپیکر: Hold on۔ ok question آ گیا۔ سر ایک منٹ please۔

جناب قائد حزب اختلاف: جناب اسپیکر! ہمارا صنعت وحرفت کا پورا ڈیپارٹمنٹ ہے۔ اور اُس کے ساتھ سارے equipment ہیں اور اُس کے پاس سارے resources ہیں ہمارے پی اینڈ ڈی، سی اینڈ ڈبلیو، اریگیشن، پبلک ہیلتھ، اِن سب کے ہمارے ساتھ ہیں ہم loan دے رہے ہیں کس کو دے رہے ہیں۔ کس base پر دے رہے ہیں۔ انکی recovery کون کریگا۔ BRSP تو کل کام کر کے وہ چلا جائیگا۔۔۔

جناب اسپیکر: ok منسٹر پی اینڈ ڈی please۔ hold on please۔ سر! ایک منٹ question آ گیا۔ آپ تشریف رکھیں۔ اُنکو ذرا جواب دینے دیں۔

میر ظہور احمد بلیدی (وزیر محکمہ منصوبہ بندی وترقیات): بنیادی طور پر یہ 6 ڈسٹرکٹس میں livelihood program ہے جس میں پنجگور، کیچ، گوادر، آواران، واشک اور خاران۔ اس میں حکومت نے یہ فیصلہ کیا تھا کہ وہاں کے جو youth ہیں اُن کو ہم کس طرح engage کریں اور اُن کے لیے نئے راستے کیسے کھولیں۔ ان کی مختلف components ہیں ایک تو skills development component. تقریباً کوئی پانچ سے چھ ہزار بچے بچیاں مختلف اداروں میں بھیج کر اُن کی skill develop کراتے ہیں۔ جس میں ابھی recently کچھ بچے بچیاں گوادر، کراچی COTHM کے پاس گئی ہوئی تھیں۔ وہاں انہوں نے جو ہنر سیکھے تھے۔ اِس کے علاوہ اسلام آباد میں beautician programs کے لیے گئی ہوئی تھیں۔ دوسرا ایک component ہے اس کا enterprise development, skill جس میں entrepreneurship وہ دینا ہے۔ وہ بچے یا وہ نوجوان جو ایک اچھا proposal لا کر دیں اِس کے بعد حکومت جو BRSP کے توسط سے اُن کو loan دے گی۔ اس طرح ایگریکلچر کے interventions ہیں لائیوسٹاک کے interventions ہیں basically BRSP کو implementing partner بنایا حکومت بلوچستان نے۔ چونکہ یہ یہاں کوئی سیمنٹ، سریا اور اس طرح کا کوئی کام نہیں تھا ایک مختلف پروجیکٹس کا مجموعہ تھا اِس وجہ سے انہوں نے BRSP سے کہا ہے اور باقاعدہ اس کی ACS Development کی سربراہی میں ایک steering committee بنی ہوئی ہے اور ان کو باقاعدہ ان کی monitoring کرتی ہے ان کی جو جتنی بھی اُن کے جو disbursement ہیں اُن کو باقاعدہ audit بھی کرتی ہے تو یہ ایک بڑا اچھا پروگرام ہے اور اس کا feedback بھی اچھا آ رہا ہے۔ ابھی کوئی تین چار دن پہلے سی ایم سیکرٹریٹ میں ایک پروگرام کا انعقاد ہوا جس میں بچیوں نے سی ایم صاحب سے سرٹیفکیٹ لیے اور وہ بڑی خوشی کا اظہار کر رہی تھیں۔ تو ہمارا ڈیپارٹمنٹ بھی ہم یہ نہیں کہتے کہ اُن سے بھی ہم کام لے سکتے ہیں لیکن چونکہ یہ براہ راست لوگوں کو empower کرنا ہے اور اس میں 2 بلین social quotient program ہے کہ جس میں مختلف

پروگرامز ہوتے ہیں چھ ڈسٹرکٹس سے لوگوں کو بلایا جاتا ہے مختلف topics پر جو debates ہوتی ہیں discussions ہوتی ہیں اور لوگوں کو اکٹھا کیا جاتا ہے یہ غیر روایتی ایک پروگرام حکومت نے شروع کیا ہے۔ اور اِس کے اچھے نتائج آرہے ہیں اگر ہمارے اپوزیشن لیڈر صاحب کو اُن پر اگر کوئی خدشہ ہے تو وہ منسٹر صاحب، مَیں اور یہ بیٹھ جاتے ہیں BRSP کر جو کرتا دِرتا ہے اُن کو بلا لیتے ہیں اور ان کے خدشات دُور کر لیں گے۔

جناب اسپیکر: سر! ٹھیک ہو گیا۔ آپ پھر بیٹھیں۔ hold on Sir please۔ ایک منٹ hold کریں۔ منسٹر صنعت و حرفت، سیکرٹری انڈسٹریز اور ACS development اُن سے اسکی complete report منگوائی جائے۔ اور with specially focusing on the components ان کے جتنے بھی ہیں اور with the reasons, why BRSP? and why not the Government deportments ? before Monday

جناب قائد حزب اختلاف: جناب اسپیکر! ایک چیز جو وزیر صاحب نے کہا کہ جی ہم نے دے دیئے۔ مجھے صرف یہ بتایا جائے کہ یہ کتنے percent پر بیچ دیا۔ BRSP کو کتنا percent دے رہے ہیں کہ وہ یہ کام کر رہا ہے؟ یا تو پھر گورنمنٹ اپنی ناکامی مانے کہ جی ہم ناکام ہیں ہم نہیں کر سکتے ہیں ہم نے ٹھیکے پر دے دیا ہے۔ یہ مان لے اس کا مطلب ہے کہ وزیر صاحب نے مان لیا ہے کہ جی ہم تو ناکام ہیں ہم یہ چیزیں نہیں کر سکتے ہیں۔ تو اس لئے ہم نے اس کو ٹھیکے پر BRSP کو دے دیا ہے۔ اس کا مطلب تو یہی ہو جاتا ہے۔ BRSP کو اگر 10% پر دے دیا ہے تو 1 ارب 60 لاکھ روپے تو وہ آپ سے لے جا رہے ہیں۔ تو پھر آپ کے ڈیپارٹمنٹ کا کیا فائدہ؟

جناب اسپیکر: ٹھیک ہو گیا آپ تشریف رکھیں۔

جناب قائد حزب اختلاف: سوشل ویلفیئر آپ کے پاس ہے اور دوسرے ڈیپارٹمنٹس ہیں جو کام کر رہے ہیں آپ اُن سے کام کیوں نہیں لیتے آپ دوسروں کو پیسے دیتے ہیں۔ اُنہوں نے اپنے لئے خوبصورت اور بڑی بڑی لینڈ کروزر خریدی ہیں اور عیاشیاں کر کے 1 ارب 60 کروڑ روپے اُن کو مل گئے اُن کا کیا ہے بلوچستان آباد ہو یا نہ ہو۔ بلوچستان کے پیسے دے دیئے، وزیر صاحب تو اس کا مطلب ہے کہ مان لیا ہیں کہ جی ہم ناکام ہیں ہم نے بلوچستان کے پیسے دے دیئے۔

جناب اسپیکر: نہیں اُس کی رپورٹ آجائیگی، آپ کو خود سب چیزوں کا پتہ چل جائے گا کہ یہ کس چیز پر خرچ کر رہے ہیں۔ اسکے component کیا ہیں۔ اور کیوں اُنہوں نے BRSP کو دیئے ہیں۔ Instead of the Government جو existing departments ہیں۔

جناب قائد حزب اختلاف: تو ابھی بتا دیں کیوں نہیں بتا رہے ہیں۔

جناب اسپیکر: یہ رپورٹ آجائیگی، دونوں کو پھر انشاءاللہ ٹیبل بھی کریں گے آپ سب کو بتائیں گے۔ جی منسٹر صاحب۔

سردار کوہیار خان ڈومکی (وزیر صنعت وحرفت): جناب اسپیکر! مَیں correct کرنا چاہتا ہوں ایسی بات مَیں نے کوئی نہیں کی ہے کہ ہم ناکام ہیں ہم نہیں کر سکتے ہیں ایسا کہا۔ یہ آئیں اِن کو بریفنگ دی جائیگی، اُس میں پتہ چلے گا۔

جناب اسپیکر: نہیں، نہیں ناکام نہیں ہیں۔

وزیر صنعت وحرفت: obviously ہر ڈیپارٹمنٹ expertise

جناب اسپیکر: expertise بھی ہوسکتی ہے overburden بھی۔

وزیر صنعت وحرفت: جی ہاں۔ اگر آپ مجھے کہیں گے کہ ہم نے انڈسٹریل اسٹیٹ کسی اور کو دی ہے تو obviously ہم ناکام ہیں لیکن this is something else

جناب اسپیکر: ٹھیک ہے thank you۔ اِسی پر؟ point is killed ختم ہوگیا ہے پوائنٹ ابھی۔۔۔

جناب اصغر علی ترین: جناب اسپیکر صاحب! یہ ختم نہیں ہوا ہے ابھی تک اسی میں بہت ساری چیزیں ہیں۔ منسٹر صاحب نے ایک بات رکھی ہے سر! P&D کے وزیر صاحب بیٹھے ہیں میرا question اُن سے یہ ہے کہ ایک تو تمام جتنے بھی بلوچستان کے projects ہیں وہ PD کی نذر ہو گئے ہیں constitution میں آئین میں PD کا ذکر نہیں ہے constitution میں باقی اِداروں کا ذکر ہے اُس میں PHE، C&W، اور B&R ہو اُس میں کہیں بھی PD کا ذکر نہیں ہے یہ تو ہم دیکھتے آ رہے ہیں کہ بڑا پروجیکٹ آ جائے تو P&D ڈیپارٹمنٹ جس کو PD لگائے اچھا expertise ہوتی ہے ایک بندے کی سر! PHE میں۔ اُن کو C&W کا PD لگایا جاتا ہے ایک بندہ اُس کے expertise ہے C&W میں اُن کو irrigation کا PD لگایا جاتا ہے یہ پہلی بار ہم دیکھ رہے ہیں کہ گورنمنٹ کی اِتنی بڑی handsome amount وہ BRSP سے آپ کرا رہے ہیں کیا constitution میں BRSP کی اُس میں کوئی گنجائش ہے؟ اگر کیبنٹ constitution کو violate کرے آپ دے دیں جناب اسپیکر صاحب! اِس سے یہ اعتراف ہوتا ہے کہ آپ اپنے اِدارے کمزور کر رہے ہیں جو آپ کے constitution میں آپ کو آئین نے اجازت دی ہے کہ آپ فلاں کام فلاں ڈیپارٹمنٹ سے کرائیں یہ آپ کمزور کر رہے ہیں اور ایک NGOs ہم اسے کہیں گے ایک خیراتی ادارہ ہم اُسے کہیں گے یہ گورنمنٹ آف بلوچستان اُن کو پیسے دے رہی ہے P&D ڈیپارٹمنٹ دے رہا ہے اُس سے کام لے رہا ہے یہ انتہائی افسوسناک عمل ہے اور اِس سے اِن کی ناکامی ظاہر ہوتی ہے کہ یہ گورنمنٹ کے اِداروں سے کام نہیں کروانا چاہ رہے ہیں خیراتی اِداروں سے کام کرنا چاہ رہے ہیں۔

جناب اسپیکر: رپورٹ آجائیگی انشاءاللہ justification کے ساتھ وہ بھجوائیں گے۔ سوال نمبر مولانا ہدایت الرحمٰن

صاحب! آپ کہہ رہے تھے آج آپ نے خاموش رہنا ہے کچھ اس طرح کی بات ہے یا سوال کریں گے آپ؟

مولانا ہدایت الرحمٰن بلوچ: جناب اسپیکر صاحب! رات سے میری طبیعت ٹھیک نہیں ہے مسئلہ ہوا پھر علاج۔۔۔

جناب اسپیکر: سر! میری آپ سے گزارش ہوگی! منسٹر صاحب نہیں ہیں تو۔۔۔

مولانا ہدایت الرحمٰن بلوچ: یہ سوال آ گئے ہیں جواب بالکل لیاقت صاحب دے دیں گے بس ختم۔ اِس کو ختم کرو ہمارے سوالات اتنے پڑے ہوئے ہیں۔

جناب اسپیکر: سر! یہ لائیو اسٹاک کے متعلق ہے۔

مولانا ہدایت الرحمٰن بلوچ: جی جی بالکل۔

جناب اسپیکر: defer کر دیں؟

مولانا ہدایت الرحمٰن بلوچ: نہیں، نہیں defer نہیں ہے وہ پیش کر لیں گے وہ مجھے ملے ہیں۔ بس میں مطمئن ہوں ختم ہے۔ ختم کرنا ہے۔

جناب اسپیکر: question disposed off دونوں question disposed off۔ ok thank you تشریف رکھیں۔

مولانا ہدایت الرحمٰن: جی ہاں۔

جناب اسپیکر: thank you ok تشریف رکھیں question 458 and 480 dissposed off

جناب اسپیکر: **توجہ دلاؤ نوٹس**۔ مولانا ہدایت الرحمٰن بلوچ صاحب آپ اپنی توجہ دلاؤ نوٹس پیش کریں۔

مولانا ہدایت الرحمٰن بلوچ: جی بسم اللہ الرَّحمٰن الرَّحیم۔ وزیر برائے محکمہ لائیو اسٹاک کی توجہ ایک اہم مسئلے کی جانب مبذول کرواؤں گا کہ محکمہ لائیو اسٹاک کے نئے مویشی پالنے والے کسانوں کی مالی معاونت اور سبسڈی کی بابت کیا اقدامات اٹھائے ہیں تفصیل فراہم کی جائے؟

جناب اسپیکر: جی منسٹر صاحب ہیں۔ جی لیاقت لہڑی صاحب۔

میر لیاقت علی لہڑی (پارلیمانی سیکرٹری محکمہ ٹرانسپورٹ): سر! جواب پڑھا ہوا تصور کیا جائے۔

جناب اسپیکر: نہیں نہیں یہ question نہیں ہے یہ توجہ دلاؤ نوٹس ہے۔

پارلیمانی سیکرٹری محکمہ ٹرانسپورٹ: سر! detile ہم نے دی ہے۔

جناب اسپیکر: آپ کی اس میں attention انہوں نے اپنی طرف مبذول کروائی ہے آپ تھوڑی سی اسکی وضاحت کریں۔

پارلیمانی سیکرٹری محکمہ ٹرانسپورٹ: سر! ایک منٹ۔

مولانا ہدایت الرحمٰن بلوچ: ویسے لیاقت صاحب کو تو کوچوں کے متعلق بتانا چاہیے۔

پارلیمانی سیکرٹری محکمہ ٹرانسپورٹ: وہ بھی ہمارے دوست ہیں شاید میں نے کہا سوال ہے۔

جناب اسپیکر: نہیں ایک منٹ مائیک on نہیں ہے آپ اپنا مائیک on کریں۔

جناب قائد حزب اختلاف: مولانا صاحب نے ایک توجہ دلاؤ نوٹس دے دیا ہے ظاہر ہے اس پر کوئی خاطر خواہ جواب آنا چاہیے۔

جناب اسپیکر: بالکل آنا چاہیے۔

جناب قائد حزب اختلاف: ٹھیک ہے۔ کسی کو پتہ نہیں ہے۔ تو ان کو کھڑے کر کے آپ کہتے ہیں کہ جی بات کر لیں۔

جناب اسپیکر: نہیں نہیں۔

جناب قائد حزب اختلاف: یا یہ ہے کہ متعلقہ وزیر کو آپ پہلے سے پابند کریں کہ وہ کیوں نہیں آتے ہیں۔

جناب اسپیکر: میں آپ کو رولز کلیئر کر دوں۔

جناب قائد حزب اختلاف: اس طرح تو نہ کیا جائے کسی کو پتہ نہیں ہے کہتے ہیں پڑھا ہوا تصور کیا جائے تو پھر کیوں وہ سوالات اور توجہ دلاؤ نوٹس کو attend کرتے ہیں۔

جناب اسپیکر: سر! میری گزارش سنیں۔

جناب قائد حزب اختلاف: جو cross question ہوتے ہیں تو ان کا جواب کون دے گا وہ کہتے ہیں کہ ہمیں پتہ نہیں ہے تو اس طرح نہیں ہونا چاہیے۔

جناب اسپیکر: میں تھوڑا سا clear کر دوں لیاقت لہڑی صاحب۔

پارلیمانی سیکرٹری محکمہ ٹرانسپورٹ: جی جی سر! بالکل۔

جناب اسپیکر: توجہ دلاؤ نوٹس means اس کا مطلب یہ ہے ایک تو یہ ہے کہ وہ آپ کی گورنمنٹ کی مجموعی طور پر توجہ اس کی طرف رجوع کروانا چاہتا ہے اور توجہ دلاؤ نوٹس ہوتا ہے inform of question۔ سوال کی صورت میں ہوتا ہے جب سوال بیچ میں سے نکلا جائے گا تو پھر آپ اسکو شاید درگزر کر دیں۔ تو اس لئے توجہ دلاؤ نوٹس ہے اس میں question ہے آپ مہربانی کر کے اس پر جو بھی بات کرنا چاہتا ہے آپ بتائیں۔

پارلیمانی سیکرٹری محکمہ ٹرانسپورٹ: سر! اس طرح تھا کہ مولانا صاحب کے دو سوالات بھی تھے میں سمجھا کہ وہ سوالات کے جوابات کر رہے تھے۔

جناب اسپیکر: نہیں نہیں۔

پارلیمانی سیکرٹری محکمہ ٹرانسپورٹ: توجہ دلاؤ نوٹس میں نے اس پر غور نہیں کیا تھا اسی وجہ سے میری زبان سے یہ چیزیں نکلی ہیں۔

جناب اسپیکر: جی بتائیں پلیز۔

پارلیمانی سیکرٹری محکمہ ٹرانسپورٹ: سر! اس کا جواب میرے خیال سے یہاں نہیں ہے۔ جو ان کے سوالات تھے توجہ دلاؤ نوٹس کے۔

مولانا ہدایت الرحمٰن بلوچ: جناب اسپیکر۔

جناب اسپیکر: مولانا صاحب! اگر آپ کی اجازت ہو تو منسٹر صاحب کے آنے تک اس کو میں ڈیفر کر دیتا ہوں۔

پارلیمانی سیکرٹری محکمہ ٹرانسپورٹ: سر! صحیح ہے۔

جناب اسپیکر: ٹھیک ہے پھر دوبارہ اسکو دہرائیں۔

مولانا ہدایت الرحمٰن بلوچ: میں ایوان کی کارروائی میں لانا چاہتا ہوں اس پر بات کرنا چاہتا ہوں حکومت اس پر توجہ دے۔ ٹھیک ہے باقی بہت سارے کام ہیں۔

جناب اسپیکر: done ok ٹھیک ہے۔

مولانا ہدایت الرحمٰن بلوچ: میں نے یہ توجہ دلاؤ نوٹس اس لئے لایا ہے۔

جناب اسپیکر: جی۔

مولانا ہدایت الرحمٰن بلوچ: کہ بلوچستان میں لائیو اسٹاک، ایگریکلچر اور ماہی گیری ہو یہ بہت اہم ہیں اور دیکھیں آپ کے لائیو اسٹاک کا بھی ہمارے بلوچستان کی معیشت میں بہت اہم کردار ہے۔ یہ 2024ء کی رپورٹ ہے۔ 2024ء میں جو زرعی سروے ہوا ہے مطلب ہمارے لائیو اسٹاک کی تعداد تین کروڑ ہے۔ تین کروڑ سے زائد ہمارے اس سے کتنے لوگ برسرروزگار ہیں ہمارے تین کروڑ لوگ اس معاش سے وابستہ ہیں ہمارے لائیو اسٹاک مشکلات کا شکار ہے لائیو اسٹاک میں مسائل ہیں اگر اس کی سرپرستی کریں سہولیات دیں تعاون کریں اسمیں کیا کیا مسائل ہیں؟ اس میں ہمارے لائیو اسٹاک کے حوالے سے پانی کی کمی کا مسئلہ ہے۔ خشک سالی کا مسئلہ ہے چراگاہوں کا مسئلہ ہے جانوروں کے ہمارے چارے کا مسئلہ ہے علاج کے لئے ویکسین سینٹر کا مسئلہ ہے دودھ اور گوشت کے cold storage کا مسئلہ ہے۔ مویشی پالنے والے کے لئے مناسب قیمت اور منڈیوں تک پہنچنے کا مسئلہ ہے یہ ہمارا لائیو اسٹاک ہے اس کی اگر یہ حکومت سرپرستی کرے تعاون کرے۔ تو اس کی آمدن میں بہت اضافہ ہوگا یہ جو مجھے جواب دیا گیا تھا بھی۔ یہ جو جواب ہے کہ اس میں

آمدن ہوئی ہے۔صرف تین کروڑ روپے لائیواسٹاک کی صرف 35 لاکھ آمدن ہے۔ میں صرف حکومت کی توجہ عمل کرنا یا نہ کرنا حکومت کی ذمہ داری ہے۔ظاہر ہے حکومت پر بہت زیادہ بوجھ ہے۔اور بہت سارے کام ہیں۔توعمل کرنا یا نہ کرنا حکومت کی ذمہ داری ہے میں نے توجہ دلائی ہے کہ بلوچستان میں لائیواسٹاک پورے پاکستان میں سب سے زیادہ اس کا ذخیرہ اور بہترین جگہ ہمارا بلوچستان ہے۔اگر اس پر توجہ دیں انکے مسائل حل کریں۔

جناب اسپیکر: جی ہاں۔

مولانا ہدایت الرحمٰن بلوچ: انکی مشکلات حل کریں حکومت اس پر کام کرے تو یہ آمدن اور روزگار کا بہت بڑا ذریعہ ہوگا۔

جناب اسپیکر: ان لوگوں کا ذریعہ بھی ہوگاThank you very much مولانا ہدایت الرحمٰن صاحب کا توجہ دلاؤ نوٹس dissposed of کیا جاتا ہے۔انجینئر زمرک خان صاحب نے request کی ہے چونکہ وہ موجود نہیں ہیں کہ میرے توجہ دلاؤ نوٹس کو ڈیفر کیا جائے۔ زمرک خان صاحب کا توجہ دلاؤ نوٹس wednesday تکڈیفر کیا جاتا ہے۔

جناب اسپیکر: رخصت کی درخواستیں۔

سیکرٹری اسمبلی رخصت کی درخواستیں پڑھیں۔

جناب طاہر شاہ کاکڑ (سیکرٹری اسمبلی): نواب محمد اسلم خان رئیسانی صاحب، جناب بخت محمد کاکڑ صاحب، نوابزادہ طارق خان مگسی صاحب نے آج تا اختتام اجلاس سے۔جبکہ میر ضیاء اللہ لانگو صاحب، جناب نور محمد دمڑ صاحب، نوابزادہ محمد زرین خان مگسی صاحب اور محترمہ صفیہ بی بی صاحبہ نے آج کی نشست سے رخصت منظور کرنے کی درخواست کی ہے۔

جناب اسپیکر: order in the house please آیا رخصت کی درخواستیں منظور کی جائیں؟

(معزز اراکین اسمبلی نہیں نہیں)

جناب اسپیکر: سر! جو کہہ رہے ہیں کہ رخصت کی درخواستیں منظور نہیں ہونی چاہئیں وہ کھڑے ہو جائیں۔آپ سب تشریف رکھیں please (رخصت کی درخواستیں منظور ہوئیں)

جناب اسپیکر: قائمہ کمیٹی کی رپورٹ کا پیش و منظور کیا جانا۔

جناب اسپیکر: قائمہ کمیٹی برائے محکمہ تعلیم کی رپورٹ برتعمیر نو یونیورسٹی کوئٹہ کا مسودہ قانون مصدرہ 2026ء (مسودہ قانون نمبر 21 مصدرہ 2026ء) کا پیش و منظور کیا جانا۔

جناب اسپیکر: honorable members please .order in the house چیئرمین قائمہ کمیٹی

کی رپورٹ برتعمیرنو یونیورسٹی کوئٹہ کا مسودہ قانون مصدرہ2026ء(مسودہ قانون نمبر21 مصدرہ 2026ء) کی بابت تحریک پیش کریں۔چیئرمین قائمہ کمیٹی جی خیرجان بلوچ صاحب۔

جناب خیرجان بلوچ(چیئرمین قائمہ کمیٹی): بسم اللہ الرَّحمٰن الرَّحیم۔میں چیئرمین قائمہ کمیٹی برمحکمہ تعلیم تحریک پیش کرتاہوں کہ کمیٹی کی رپورٹ برتعمیرنو یونیورسٹی کوئٹہ کا مسودہ قانون مصدرہ2026ء (مسودہ قانون نمبر21 مصدرہ 2026ء) کےپیش کرنے کی مدت میں آج مورخہ 12اکتوبر2026ءتک توسیع دی جائے۔

جناب اسپیکر: تحریک پیش ہوئی۔

جناب اسپیکر: آیاتحریک منظورکی جائے؟

جناب اسپیکر: تحریک منظور ہوئی لہٰذا قائمہ کمیٹی برمحکمہ تعلیم کمیٹی کی رپورٹ برتعمیرنو یونیورسٹی کوئٹہ کا(مسودہ قانون مصدرہ2026ء(مسودہ قانون نمبر21 مصدرہ 2026ء) کوپیش کرنے کی مدت میں آج مورخہ 12اکتوبر2026ء تک توسیع دینے کی منظوری دی جاتی ہے۔

جناب اسپیکر: چیئرمین قائمہ کمیٹی برمحکمہ تعلیم کمیٹی کی رپورٹ برتعمیرنو یونیورسٹی کوئٹہ کا مسودہ قانون مصدرہ2026ء (مسودہ قانون نمبر21 مصدرہ2026ء) پیش کریں۔

چیئرمین قائمہ کمیٹی: میں چیئرمین قائمہ کمیٹی برمحکمہ تعلیم کمیٹی کی رپورٹ برتعمیرنو یونیورسٹی کوئٹہ کا مسودہ قانون مصدرہ2026(مسودہ قانون نمبر21 مصدرہ2026ء) پیش کرتاہوں۔

جناب اسپیکر: قائمہ کمیٹی برمحکمہ تعلیم کمیٹی کی رپورٹ برتعمیرنو یونیورسٹی کوئٹہ کا مسودہ قانون مصدرہ2026ء(مسودہ قانون نمبر21 مصدرہ 2026ء) پیش ہوا۔وزیر برائے محکمہ تعلیم تعمیرنو یونیورسٹی کوئٹہ کا مسودہ قانون مصدرہ2026ء (مسودہ قانون نمبر21 مصدرہ2026ء) کی بابت تحریک پیش کریں۔

میرسلیم احمد کھوسہ(وزیرمحکمہ مواصلات،ورکس،فزیکل پلاننگ اور ہاؤسنگ): میں سلیم احمد کھوسہ وزیر برائے محکمہ تعلیم کی جانب سے تحریک پیش کرتا ہوں کہ تعمیرنو یونیورسٹی کوئٹہ کا مسودہ قانون مصدرہ2026ء (مسودہ قانون نمبر21 مصدرہ 2026ء) کوکمیٹی کی سفارشارت کے بموجب فی الفورزیرغورلایاجائے۔

جناب اسپیکر: تحریک پیش ہوئی ۔آیاتعمیرنو یونیورسٹی کوئٹہ کا مسودہ قانون مصدرہ 2026ء(مسودہ قانون نمبر21 مصدرہ2026ء) کوکمیٹی کی سفارشات کے بموجب فی الفورزیرغورلایاجائے۔

جناب اسپیکر: house is sleeping properly فی الفورزیرغورلایا جائے ۔تحریک منظور ہوئی ۔لہٰذا تعمیرنو یونیورسٹی کوئٹہ کا مسودہ قانون مصدرہ2026ء(مسودہ قانون نمبر21 مصدرہ2026ء) کوکمیٹی کی سفارشات کے

بموجب منظور کیا جاتا ہے۔

قائمہ کمیٹی برمحکمہ پبلک ہیلتھ انجینئرنگ ڈیپارٹمنٹ کی رپورٹ بر بلوچستان پبلک ہیلتھ انجینئرنگ کا مسودہ قانون مصدرہ 2026ء (مسودہ قانون نمبر 20 مصدرہ 2026ء) کا پیش ومنظور کیا جانا۔ صدر نشین قائمہ کمیٹی برمحکمہ پبلک ہیلتھ انجینئرنگ ڈیپارٹمنٹ کمیٹی کی رپورٹ بر بلوچستان پبلک ہیلتھ انجینئرنگ کا مسودہ قانون مصدرہ 2026ء (مسودہ قانون نمبر 20 مصدرہ 2026ء) کی بابت تحریک پیش کریں جی مولوی صاحب۔

مولانا ہدایت الرحمٰن بلوچ: بسم اللہ الرَّحمٰن الرَّحیم۔ مَیں صدر نشین قائمہ کمیٹی برمحکمہ پبلک ہیلتھ انجینئرنگ ڈیپارٹمنٹ کی جانب سے تحریک پیش کرتا ہوں کہ کمیٹی کی رپورٹ بر بلوچستان پبلک ہیلتھ انجینئرنگ کا مسودہ قانون مصدرہ 2026ء (مسودہ قانون نمبر 20 مصدرہ 2026ء) کو پیش کرنے کی مدت میں آج مورخہ 12 اکتوبر 2026ء تک توسیع دی جائے۔

جناب اسپیکر: تحریک پیش ہوئی۔ آیا بلوچستان پبلک ہیلتھ انجینئرنگ کا مسودہ قانون مصدرہ 2026ء (مسودہ قانون نمبر 20 مصدرہ 2026ء) کو پیش کرنے کی مدت میں آج مورخہ 12 اکتوبر 2026ء تک توسیع دی جائے؟ آیا توسیع دی جائے؟ تحریک منظور ہوئی۔ لہٰذا قائمہ کمیٹی کی رپورٹ برمحکمہ پبلک ہیلتھ انجینئرنگ کا مسودہ قانون مصدرہ 2026ء (مسودہ قانون نمبر 20 مصدرہ 2026ء) کو پیش کرنے کی مدت میں آج مورخہ 12 اکتوبر 2026ء تک توسیع دینے کی منظوری دی جاتی ہے۔ صدر نشین قائمہ کمیٹی برمحکمہ پبلک ہیلتھ انجینئرنگ کمیٹی کی رپورٹ بر بلوچستان پبلک ہیلتھ انجینئرنگ کا مسودہ قانون مصدرہ 2026ء (مسودہ قانون نمبر 20 مصدرہ 2026ء) پیش کریں۔ صدر نشین please۔

مولانا ہدایت الرحمٰن بلوچ: مَیں صدر نشین قائمہ کمیٹی برمحکمہ پبلک ہیلتھ انجینئرنگ ڈیپارٹمنٹ کی جانب سے کمیٹی کی رپورٹ بر بلوچستان پبلک ہیلتھ انجینئرنگ کا مسودہ قانون مصدرہ 2026ء (مسودہ قانون نمبر 20 مصدرہ 2026ء) پیش کرتا ہوں۔

جناب اسپیکر: قائمہ کمیٹی برمحکمہ پبلک ہیلتھ انجینئرنگ کمیٹی کی رپورٹ بر بلوچستان پبلک ہیلتھ انجینئرنگ کا مسودہ قانون مصدرہ 2026ء (مسودہ قانون نمبر 20 مصدرہ 2026ء) پیش ہوا۔ وزیر برائے محکمہ پبلک ہیلتھ انجینئرنگ ڈیپارٹمنٹ بلوچستان پبلک ہیلتھ انجینئرنگ کا مسودہ قانون مصدرہ 2026ء (مسودہ قانون نمبر 20 مصدرہ 2026ء) کی بابت تحریک پیش کریں۔

وزیر محکمہ مواصلات وتعمیرات، ورکس، فزیکل پلاننگ اور ہاؤسنگ: مَیں سلیم احمد کھوسہ وزیر برائے محکمہ پبلک ہیلتھ انجینئرنگ کی جانب سے تحریک پیش کرتا ہوں کہ بلوچستان پبلک ہیلتھ انجینئرنگ کا مسودہ قانون مصدرہ 2026ء

(مسودہ قانون نمبر 20 مصدرہ 2026ء) کو کمیٹی کی سفارشات کے بموجب فی الفور زیر غور لایا جائے۔

جناب اسپیکر: تحریک پیش ہوئی ۔آیا بلوچستان پبلک ہیلتھ انجینئرنگ کا مسودہ قانون مصدرہ 2026ء (مسودہ قانون نمبر 20 مصدرہ 2026ء) کو کمیٹی کی سفارشات کے بموجب فی الفور زیر غور لایا جائے؟ تحریک منظور ہوئی ۔لہٰذا بلوچستان پبلک ہیلتھ انجینئرنگ کا مسودہ قانون مصدرہ 2026ء (مسودہ قانون نمبر 20 مصدرہ 2026ء) کو کمیٹی کی سفارشات کے بموجب فی الفور زیر غور لایا جاتا ہے۔وزیر برائے محکمہ پبلک ہیلتھ انجینئرنگ ڈیپارٹمنٹ بلوچستان پبلک ہیلتھ انجینئرنگ کا مسودہ قانون مصدرہ 2026ء (مسودہ قانون نمبر 20 مصدرہ 2026ء) کی بابت اگلی تحریک پیش کریں۔

وزیر محکمہ مواصلات وتعمیرات، ورکس، فزیکل پلاننگ اور ہاؤسنگ: مَیں سلیم احمد کھوسہ وزیر برائے محکمہ پبلک ہیلتھ انجینئرنگ کی جانب سے تحریک پیش کرتا ہوں کہ بلوچستان پبلک ہیلتھ انجینئرنگ کا مسودہ قانون مصدرہ 2026ء (مسودہ قانون نمبر 20 مصدرہ 2026ء) کو کمیٹی کی سفارشات کے بموجب منظور کیا جائے۔

جناب اسپیکر: تحریک پیش ہوئی ۔آیا بلوچستان پبلک ہیلتھ انجینئرنگ کا مسودہ قانون مصدرہ 2026ء (مسودہ قانون نمبر 20 مصدرہ 2026ء) کو کمیٹی کی سفارشات کے بموجب منظور کیا جائے؟ تحریک منظور ہوئی ۔لہٰذا بلوچستان پبلک ہیلتھ انجینئرنگ کا مسودہ قانون مصدرہ 2026ء (مسودہ قانون نمبر 20 مصدرہ 2026ء) کو کمیٹی کی سفارشات کے بموجب منظور کیا جاتا ہے۔مورخہ 9 اکتوبر 2026ء کی اسمبلی نشست میں موخر شدہ قرارداد نمبر 92 سید ظفر علی آغا صاحب آپ اپنی قرارداد نمبر 92 پیش کریں۔

سید ظفر علی آغا: شکریہ جناب اسپیکر! **قرارداد نمبر 92۔** ہرگاہ کہ کوئٹہ سے کچلاک تک جناح پیپلز ٹرین کا آغاز عوام کے لیے ایک اہم اور قابل تحسین اقدام ہے جس سے شہریوں کو نسبتاً سستی محفوظ اور بروقت سفری سہولت میسر آ رہی ہے۔چونکہ پشین ڈویژن ایک گنجان آباد علاقہ ہے جہاں سے روزانہ بڑی تعداد میں طلبہ سرکاری و نجی اداروں کے ملازمین، مریض اور دیگر شہری اپنے تعلیمی، ملازمتی، طبی اور کاروباری امور کے سلسلے میں کوئٹہ کا رخ کرتے ہیں، لیکن بہتر اور بروقت سفری سہولیات میسر نہ ہونے کی وجہ سے اُنہیں بھی کوئٹہ آمد و رفت کی بابت سخت سفری مشکلات کا سامنا ہے۔لہٰذا یہ ایوان صوبائی حکومت سے سفارش کرتا ہے کہ وہ وفاقی وزارت ریلوے سے رجوع کرے کہ پشین ڈویژن کے عوام کو کوئٹہ آمد و رفت کے لئے ایک سستی محفوظ، آرام دہ اور باقاعدہ سفری سہولت فراہم کرنے کے لئے موجودہ جناح ٹرین سروس کو مزید وسعت دیتے ہوئے کچلاک سے یارو ریلوے اسٹیشن تک توسیع دی جائے اور یارو سے پشین تک 12 کلومیٹر نیا ریلوے ٹریک بچھانے کے لیے عملی اقدامات اُٹھانے کو یقینی بنائے تاکہ پشین ڈویژن کے عوام بھی سستی، بروقت ریلوے سفری سہولت سے

مستفید ہوسکیں۔

جناب اسپیکر: قرارداد نمبر 92 پیش ہوئی۔ کیا محرک اپنی قرارداد کی admissibility کی وضاحت فرمائیں؟

سید ظفر علی آغا: شکریہ جناب اسپیکر! اُس دن ہم گئے تھے فیڈرل منسٹر آئے تھے ریلوے کے، مَیں حیران تھا کہ میرے خیال سے یہ ٹرین تقریباً چمن تک چلے گی۔ چونکہ چمن ایک تاریخی شہر کے ہوتے ہوئے وہاں انگریز نے ایک بہت بڑا اسٹیشن بنایا اور کوئٹہ تک ایک ٹرین چل بھی رہی تھی تقریباً غالباً آٹھ مہینے ہوگئے ہیں چمن سے کوئٹہ میرے خیال سے ابھی ٹرین نہیں چل رہی ہے اور وہی ٹرین براستہ یارو، پشین آتی اور پھر کوئٹہ آتی تو اُس سے ہمارے لوگ بڑے مستفید بھی تھے اور بڑا جو غریب طبقہ ہے جو مریض ہیں اور ہمارے جو طلبہ ہیں وہاں سے جو آتے جاتے رہتے تھے وہ ٹرین سے مستفید ہوتے تھے تو میری ڈیمانڈ بھی یہ تھی کہ یہ ٹرین شاید یارو، بوستان یا چمن تک چلی جائے۔ مگر بعد میں جب دیکھا تو کچلاک تک تھی تو جناب اسپیکر! اِس قرارداد کا میرا main مقصد صرف اور صرف یہ تھا کہ دنیا نے ریلوے کو اور بھی facilitate کیا ہے اور ریلوے کو جدید بنایا ہے ہم نے ریلوے بند کرنا شروع کر دیا ہے۔ آپ یقین کریں آٹھ، نو مہینے سے چمن ریلوے آج تک بند رہی ہے تقریباً سال ہونے کو ہے۔ اَب یارو براستہ جب یہ یارو آتی تھی جناب اسپیکر! پشین کی اِتنی گنجان آبادی ہے کہ وہ اَب پشین ڈویژن بن چکا ہے تو گزارش میری یہی تھی کہ یہ جو نئی ٹرین ہم چلا رہے ہیں کچلاک تک اگر یہ یارو تک چل جائے اور چمن تک چل جائے تو میرے خیال سے لوگ اِس سے بڑے مستفید بھی ہوں گے کچلاک اور پشین کے درمیان بہت اچھا اقدام ہے۔ مَیں یہ نہیں کہتا ہوں کہ یہ صحیح نہیں ہے بڑا اچھا اقدام ہے اور گورنمنٹ نے اچھا initiative لیا ہے مگر کچلاک تک چلانے کا کیا وہ بنتا ہے جناب اسپیکر! کچلاک اور کوئٹہ آپس میں جُڑ چکے ہیں اور یہ دونوں شہر مل چکے ہیں اور یہاں گرین بسیں بھی چل رہی ہیں تو میرا کہنے کا مقصد صرف اور صرف یہ تھا اگر یہ چمن تک چلے یارو تک چلے دوسرا مَیں نے اِس میں ایک اور تجویز دی ہے 12 کلومیٹر کی کہ یارو سے پشین ڈویژن جہاں ہمارا ڈویژن بن رہا ہے جناب اسپیکر! وہاں اگر یہ ریلوے ٹریک نہیں ڈالے جائیں تو آپ یقین کریں جناب اسپیکر! اِس ریلوے ٹرین کا جو نیا یہاں افتتاح ہوا ہے یہ اگر پشین یارو تک چلا جائے اور نیا ٹریک یارو ٹو پشین ڈالا جائے۔ تو جناب اسپیکر! یہ اِس گورنمنٹ کا بھی اچھا اقدام ہوگا۔ یہ credit بھی گورنمنٹ کو جائے گا اور میں مطالبہ بھی کرتا ہوں کہ کم سے کم یارو تک اِس کو چلایا جائے اور چمن تک لازمی ہے اِس کو چلایا جائے جناب اسپیکر! تاکہ لوگ اِس سے مستفید ہوں کچلاک تک چلانے کا بہت ہی اچھا اقدام ہے میں بار بار اِس کی یہ نہیں کہتا ہوں کہ کل لوگ کہیں گے کہ یارو کچلاک والوں تک یہ ٹرین چل رہی تھی ایم پی اے صاحب نے یا ممبر صاحب نے اِس کی مخالفت کی یہ بہت ہی اچھا اقدام ہے مگر یہ چمن، یارو، گلستان یہ سب اِس سے مستفید ہونے چاہئیں کیونکہ یہ ٹریک رُک چکا ہے ایک سال تک یہاں پھر ٹرین نہیں گئی ہے تو لہٰذا میں اِس ایوان سے

بھی اپنے دوستوں سے بھی گزارش کرتا ہوں کہ اِس ٹرین کو چمن تک توسیع دی جائے۔

جناب اسپیکر: thank you۔آیا قرارداد نمبر 92 منظور کی جائے؟

جناب اسپیکر: قرارداد نمبر 92 منظور ہوئی۔**آڈٹ رپورٹس کا پیش کیا جانا۔** وزیر۔۔۔(مداخلت)

جناب اسپیکر: جی وہ تو منظور ہو گیا ہے اب کیا کرنا ہے۔جی۔۔۔(مداخلت) میرا کہنے کا مقصد یہ ہے کہ جب ہو گیا منظور تو آپ نے اِس کی حمایت کرنی ہے مخالفت کرنی ہے؟ آپ نے جب حمایت کرنی ہے تو آپ کی حمایت کو ہم نے پہلے سے یہ منظور کر لیا۔۔۔(بہت سے اراکین بغیر مائیک کے بولتے رہے) مغرب ہو گئی ہے۔

(اذان مغرب)

جناب اسپیکر: وزیر خزانہ آئین کے آرٹیکل 171 کے تحت آڈیٹر جنرل آف پاکستان کی جانب سے موصول شدہ Citizen Participatory Audit Report on Quetta Water and Sanitation Authority Audit Year 2025-26 ایوان میں پیش کریں۔

میر سلیم احمد کھوسہ (وزیر محکمہ مواصلات، ورکس، فزیکل پلاننگ اور ہاؤسنگ): مَیں سلیم احمد کھوسہ، وزیر خزانہ کی جانب سے آئین کے آرٹیکل 171 کے تحت آڈیٹر جنرل آف پاکستان کی جانب سے موصول شدہ Citizen Participatory Audit Report on Quetta Water and Sanitation Authority Audit Year 2025-26 ایوان میں پیش کرتا ہوں۔

جناب اسپیکر: آڈیٹر جنرل آف پاکستان کی جانب سے موصول شدہ Citizen Participatory Audit Report on Quetta Water and Sanitation Authority Audit Year 2025-26 ایوان میں پیش ہوئی۔لہٰذا اِسے پبلک اکاؤنٹس کمیٹی کے سپرد کیا جاتا ہے۔وزیر خزانہ آئین کے آرٹیکل 171 کے تحت آڈیٹر جنرل آف پاکستان کی جانب سے موصول شدہ Impact Audit Report of Hepatitis Prevention and Control Program, Phase-II (2016-21) حکومت بلوچستان آڈٹ سال 2025-26 ایوان میں پیش کریں۔

وزیر محکمہ مواصلات، ورکس، فزیکل پلاننگ اور ہاؤسنگ: مَیں سلیم احمد کھوسہ، وزیر خزانہ کی جانب سے آئین کے آرٹیکل 171 کے تحت آڈیٹر جنرل آف پاکستان کی جانب سے موصول شدہ Impact Audit Report of Hepatitis Prevention and Control Program, Phase-II (2016-21) حکومت بلوچستان آڈٹ سال 2025-26 ایوان میں پیش کرتا ہوں۔

جناب اسپیکر: آڈیٹر جنرل آف پاکستان کی جانب سے موصول شدہ Impact Audit Report of Hepatitis Prevention and Control Program, Phase-II (2016-21) حکومت بلوچستان آڈٹ سال 26-2025 ایوان میں پیش ہوئی۔ لہٰذا اِسے پبلک اکاؤنٹ کمیٹی کے سپرد کیا جاتا ہے۔ وزیر خزانہ آئین کے آرٹیکل 171 کے تحت آڈیٹر جنرل آف پاکستان کی جانب سے موصول شدہ Thematic Audit Report of Effectiveness role in improving the Healthcare System in Balochistan حکومت بلوچستان آڈٹ سال 26-2025 ایوان میں پیش کریں۔

وزیر محکمہ مواصلات، ورکس، فزیکل پلاننگ اور ہاؤسنگ: مَیں سلیم احمد کھوسہ، وزیر خزانہ کی جانب سے آئین کے آرٹیکل 171 کے تحت آڈیٹر جنرل آف پاکستان کی جانب سے موصول شدہ Thematic Audit Report of Effectiveness role in improving the Healthcare System in Balochistan حکومت بلوچستان آڈٹ سال 26-2025 ایوان میں پیش کرتا ہوں۔

جناب اسپیکر: آڈیٹر جنرل آف پاکستان کی جانب سے موصول شدہ Thematic Audit Report of Effectiveness role in improving the Healthcare System in Balochistan حکومت بلوچستان آڈٹ سال 26-2025 ایوان میں پیش ہوئی۔ لہٰذا اِسے پبلک اکاؤنٹ کمیٹی کے سپرد کیا جاتا ہے۔ اب اسمبلی کا اجلاس بروز بدھ مورخہ 14 اکتوبر 2026 بوقت سہ پہر 3:00 تک ملتوی کیا جاتا ہے۔

(اسمبلی کا اجلاس شام 6 بجکر 19 منٹ پر اختتام پزیر ہوا)

☆☆☆